عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۷
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

ان عظیم مجاہدوں کو سلام
جنکی للکار نے لینن کے مجسموں کو زمین بوس اور
کمیونزم کے سورج کو غروب کر دیا۔

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زباں ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا وہی ہے

مرزا غلام قادیانی اپنے مذکورہ شعر کی زد میں

فلاح
و اصلاح امت
کیلئے چند تجاویز

جن پر سنجیدگی سے عمل کرنے سے
ان مسائل پر قابو پایا جاسکتا ہے
جن سے آج ملت دوچار ہے

عورت
سربراہ مملکت نہیں بن سکتی!

"بے دانش" دانشور ڈاکٹر جاوید اقبال اور
"بادانش" دانشور ڈاکٹر حمید اللہ کے
جواب میں پُر مغز اور
مدلل تحریر

ربوہ کراچی ماڈل کالونی میں قادیانیوں کی دہشت گردی
کیا یہ لوگ آپریشن سے مستثنیٰ ہیں؟

جب سلطان محمود غزنوی نے اپنے بھانجے کو قتل کیا!

مرسلہ: صلاح الدین فاروقی

ایک روز ایک شخص محمود کے دربار میں انصاف حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا جب محمود اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس شخص نے عرض کیا، ”میری شکایت ایسی نہیں ہے کہ میں اسے سر دربار سب لوگوں کے سامنے بیان کروں“ محمود فوراً اٹھا اور اسے اکیلے میں لے جا کر اس کا حال پوچھا۔ اس شخص نے کہا ”آپ کے بھانجے نے ایک عرصے سے یہ روش اختیار کر رکھی ہے کہ وہ ہر رات کو مسلح ہو کر میرے گھر آتا ہے اور اندر داخل ہو کر مجھے کوڑے مار مار کر باہر نکال دیتا ہے اور پھر خود تمام رات میری بیوی کے ساتھ بسر کرتا ہے میں نے ہر امیر کو اپنا حال سنایا لیکن کسی کو میری حالت پر رحم نہ آیا اور کسی کو بھی اتنی جرات نہ ہوئی کہ وہ آپ سے بات کرتا جب میں ان امراء سے مایوس ہو گیا تو میں نے آپ کے دربار میں آنا شروع کر دیا اور اس موقع کے انتظار میں رہا کہ جب آپ سے اپنا حال بیان کر سکوں۔ اتفاق سے اب آپ میری طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ تو میں نے اپنی داستان بیان کر دی ہے خداوند تعالیٰ نے آپ کو ملک کا حاکم اعلیٰ بنایا ہے اس لیے رعایا اور کمزور بندوں کی نگہداشت آپ کا فرض ہے اگر آپ مجھ پر رحم فرما کر میرے معاملے میں انصاف کریں گے تو زہے نصیب ورنہ میں اس معاملے کو خدا کے سپرد کروں گا۔ اور اس کے منصفانہ فیصلے کا انتظار کروں گا“، محمود پر ان واقعات کا بہت اثر ہوا اور وہ یہ سب کچھ سن کر رونے لگا اور اس شخص سے یوں مخاطب ہوا۔ ”اے مظلوم تو اس سے پہلے میرے پاس کیوں نہ آیا اور اتنے دنوں تک یہ ظلم کیوں برداشت کرتا رہا“۔ اس شخص نے جواب میں کہا۔

” اے بادشاہ میں ایک مدت سے یہ کوشش کرتا رہا کہ کسی طرح آپ کے حضور حاضر ہو سکوں لیکن دربار کے چوکیداروں اور دربانوں کی روک تھام کی وجہ سے کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ یہ خدا ہی بہتر طور پر جانتا ہے کہ آج میں کس تدبیر اور بہانے سے یہاں تک پہنچا ہوں اور کس طرح ان چوکیداروں کی نظر بچا کر آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ ہم جیسے فقیروں اور غریبوں کی اتنی قسمت کہاں ہے کہ وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے سلطانی دربار میں چلے آئیں اور بادشاہ سے بالمشافہ اپنی روداد غم بیان کریں“

محمود نے جواب دیا کہ تم یہاں مطمئن ہو کر بیٹھو لیکن اس ملاقات اور گفتگو کا حال کسی کو نہ بتانا اور اس بات کا خیال رکھو کہ جب وہ سفاک تمہارے گھر میں آکر تمہاری بیوی کی آبرو ریزی کرے تو تم فوراً اسی وقت مجھے اطلاع دینا پھر میں اسی وقت تمہارے ساتھ انصاف کروں گا اور اس سفاک کو اس کی بد کرداری کی سزا دوں گا“۔ اس شخص نے یہ سن کر کہا۔ ”اے بادشاہ! مجھ جیسے نادار شخص کے لیے یہ ناممکن ہے کہ جب چاہوں بلا کسی روک ٹوک کے آپ سے مل سکوں“ اس پر محمود نے اسی وقت دربانوں کو بلایا اور ان سے اس شخص کو متعارف کروا کر دربانوں کو حکم دیا۔ ”جس وقت بھی یہ شخص ہمارے حضور آنا چاہے اسے بغیر کسی اطلاع اور روک ٹوک کے آنے دیا جائے اس سے کسی قسم کی بازپرس نہ کی جائے“

ان دربانوں کی رخصت کے بعد سلطان محمود نے اس شخص سے چپکے سے کہا ”اگرچہ اب میرے حکم کے مطابق یہ لوگ تمہیں یہاں آنے سے روکنے کی جرات نہ کریں گے لیکن پھر بھی احتیاطاً تمہیں یہ بتائے دیتا ہوں کہ اگر کبھی اتفاقاً یہ چوبدار میری عدم الفرصتی یا آرام کا عذر کر کے تمہیں روکنا چاہیں اور میرے پاس نہ آنے دیں تو تم فلاں جگہ سے چھپ کر چلے آنا اور آہستہ سے مجھے آواز دینا میں یہ آواز سنتے ہی تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا“، اس گفتگو کے بعد محمود نے اس شخص کو رخصت کر دیا اور خود اس کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔“

وہ شخص اپنے گھر واپس آ گیا دو راتیں تو آرام سے گزریں اور کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا کہ اسے محمود سے ملاقات کی ضرورت پیش آتی تیسری رات کو اس شخص کا رقیب (یعنی سلطان محمود کا بھانجا) حسب دستور اس کے گھر آیا اور اسے مار کر گھر سے نکال دیا اور خود اس کی بیوی کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا۔ وہ شخص اسی وقت دوڑتا ہوا بادشاہی محل کی طرف آیا اور اس نے دربانوں سے کہا کہ بادشاہ کو اس کی آمد کی اطلاع دی جائے۔ دربانوں نے جواب دیا۔ بادشاہ اس وقت دیوان خانے کی بجائے اپنے حرم سرا میں ہے اس لیے اس تک اطلاع کا پہنچانا ممکن نہیں ہے“ وہ شخص مایوس ہو کر اس جگہ پر پہنچا کہ جس کے بارے میں سلطان محمود نے اس کو بتا رکھا تھا۔ یہاں اس نے آہستہ سے کہا۔ ”اے بادشاہ اس وقت آپ کس کام میں مشغول ہیں؟“ سلطان محمود نے جواب دیا ”ٹھہرو میں آتا ہوں“ تھوڑی دیر کے بعد محمود باہر آیا اور اس شخص کے ساتھ اس کے گھر پہنچا۔ وہاں جا کر محمود نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کا بھانجا اس غریب شخص کی بیوی سے ہم آغوش ہو کر سو رہا ہے اور شمع اس کے پلنگ کے سرہانے جل رہی ہے محمود نے اسی وقت شمع کو بجھا دیا اور اپنا خنجر نکال کر اس ظالم کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اس مظلوم شخص سے کہ جس کے گھر میں محمود آیا ہوا تھا محمود نے کہا ”اے بندہ خدا ایک گھونٹ پانی اگر تجھے مل سکے تو فوراً لے آ تاکہ میں اپنی پیاس بجھاؤں“ اس شخص نے فوراً پیالے میں پانی لا کر سلطان کی خدمت میں پیش کیا۔ محمود نے پانی پیا اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نادار سے یوں مخاطب ہوا ”اے شخص اب تو اطمینان کے ساتھ آرام کر میں جاتا ہوں“ اور رخصت ہونے لگا لیکن اس شخص نے بادشاہ کا دامن پکڑ لیا اور کہا۔ ”اے بادشاہ! تجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس نے تجھے اس عظیم الشان مرتبے پر سرفراز کیا ہے مجھے یہ بتا کہ شمع گل کرنے اور اس سفاک کا سر تن سے جدا کرنے کے فوراً بعد پانی مانگنے اور پینے کی وجہ کیا ہے اور تو نے کس طرح اس قصے کو ختم کیا“، سلطان محمود نے جواب دیا ”اے شخص میں نے تجھے ظالم سے نجات دلا دی ہے اور اس ظالم کا سر میں اپنے ساتھ لیے جا رہا ہوں شمع کو میں نے اس لئے

باقی صفحہ ۱۹ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۱ | ۱۵ تا ۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ بمطابق ۷ تا ۱۳ جولائی ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۷

مُدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

اس شمارے میں

۱۔ سلطان محمود غزنوی ——— ۲
۲۔ نعت رسول مقبولؐ ——— ۴
۳۔ ربوہ کراچی میں قادیانی دہشت گردی (اداریہ) ——— ۵
۴۔ عورت کی سربراہی ——— ۹
۵۔ افغان مجاہدین کو سلام ——— ۹
۶۔ فلاح و اصلاح امت کے لئے چند تجاویز ——— ۱۰
۷۔ ننکانہ میں تین روزہ پریس کانفرنس ——— ۱۳
۸۔ تحریک ختم نبوت اور موجودہ نسل ——— ۱۴
۹۔ وزیراعظم نواز شریف سے اپیل ——— ۱۶
۱۰۔ چلتے چلتے ——— ۱۷
۱۱۔ مسئلہ کشمیر اور فتنہ قادیانیت ——— ۲۱

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ
مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر
مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر
محمد انور

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفاتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K
PH: 071-737-8199.

چندہ اندرون ملک
سالانہ ——— ۱۵۰ روپے
ششماہی ——— ۷۵ روپے
سہ ماہی ——— ۴۵ روپے
فی پرچہ ——— ۳ روپے

چندہ بیرون ملک
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۴۲۰۶۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمن باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۳۰ بزرٹہ لین کراچی

مبارک بقاپوری

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

بطحیٰ کی سرزمیں سے گونجی وہ نغمگی
افکار کو جلا ملی ذہنوں کو تازگی

سیکھے ہیں ہم نے آپ سے آدابِ بندگی
اے کاش اب بسر ہو مدینے میں زندگی

تشریف جگ میں لاتے نہ خیر البشر اگر
اخلاق کی جگہ یہاں ملتی درندگی

ہم کو پسند ہے جو مدینے کی بود و باش
آقا کا ہی کرم ہے کہ دل کو یہ لو لگی

علم و ادب کی شمع جلائی حضورؐ نے
کی دور اس جہاں سے جہالت کی تیرگی

ویران دل پہ میرے نزول آپؐ کا جو ہو
حزن و ملال کی جگہ لے لے شگفتگی

کس درجہ خستہ حال مبارک یہاں پہ ہے
اس کو بلا لیں پاس تو ہو دور خستگی

ربوہ کراچی ماڈل کالونی میں قادیانیوں کی دہشت گردی

ہم نے ہفت روزہ ختم نبوت کے شمارہ نمبر ۴ میں "ماڈل کالونی میں قادیانیوں کا قتل عام کا پروگرام" کے عنوان پر اداریہ سپرد قلم کیا تھا۔ اس اداریے میں بہت سے حقائق کا ذکر کیا گیا تھا (افسوس کہ وہ شمارہ کراچی میں بجلی کے بحران کی وجہ سے تاخیر سے شائع ہوا) ہم نے اس اداریے میں بتایا تھا:۔

(۱) قادیانیوں نے وہاں اپنی تبلیغی سرگرمیاں تیز تر کردی ہیں جس کے سد باب کے لئے بزم فدایان ختم نبوت کے نام سے ایک تنظیم قائم کی گئی ہے۔

(۲) اس تنظیم میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام شامل ہیں جنہوں نے ختم نبوت کے موضوع پر تقریریں شروع کردیں جس کی وجہ سے قادیانیوں نے بوکھلا کر دہشت گردی اور خوف وہراس پیدا کرنا شروع کردیا۔

(۳) حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب پر دو مرتبہ فائرنگ کی گئی لیکن خدا تعالیٰ نے انہیں بال بال بچالیا۔

(۴) جناب شیخ ظفر اللہ کے گھر پر فائرنگ ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی بھی حفاظت کی۔

(۵) جامعہ خاتم النبیینؐ و جامع مسجد خاتم النبیینؐ پر پتھراؤ کیا گیا۔

(۶) ایک دن جب حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ اور دوسرے حضرات ماڈل کالونی میں تقریر کرنے کے لئے پہنچے عین دوران تقریر ۲۰، ۲۵ مرزائی غنڈے جلسہ خراب کرنے کے لئے وہاں پہنچ گئے پولیس آنے پر بھاگ کھڑے ہوئے۔

(۶) جامع مسجد ہذا کے خطیب اور جامعہ کے مہتمم مولانا قاضی شمس الحق صاحب کے نام دھمکی آمیز خط لکھا تاکہ وہ ختم نبوت کے موضوع پر تقریر کرنا چھوڑ دیں۔

(۷) اور بالآخر ایک دن جب وہ نماز فجر پڑھانے کے لئے اپنے گھر سے مسجد جارہے تھے تو قادیانی غنڈوں نے ان پر فائرنگ کی گولی ان کی ران میں لگی اور آرپار ہوگئی جنہیں فوری طور پر جناح ہسپتال پہنچایا گیا قادیانی غنڈوں نے حملہ تو کیا لیکن اس میں انہیں کامیابی نہ ہوسکی الحمد للہ قاضی صاحب اب صحت یاب ہوچکے ہیں۔

ماڈل کالونی میں قادیانیوں نے جو سرگرمیاں شروع کی ہوئی ہیں اس پر صرف ہم ہی نے احتجاج نہیں کیا بلکہ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی نے بھی زبردست تشویش کا اظہار کیا ہے انہوں نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ:۔

"اگر حکومت نے اس مسئلہ پر کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا تو غلامان مصطفیٰؐ اس فتنہ کے خلاف موثر انداز میں اقدامات کرنے پر مجبور ہوجائیں گے یہ بات انہوں نے ماڈل کالونی سے آئے ہوئے علماء کرام کے ایک وفد سے گفتگو کے دوران کہی۔ وفد کی قیادت مفتی غلام قادر کر رہے تھے وفد نے مولانا نورانی کو بتایا کہ ماڈل کالونی میں قادیانی مسلمانوں کو ہراساں کرنے کے لئے روزانہ فائرنگ کرتے ہیں گذشتہ دنوں انہوں نے مولانا قاضی شمس الحق پر فائرنگ کی جس سے وہ زخمی ہوگئے۔ جس کی رپورٹ تھانے میں درج کرائی اور ایف آئی آر بھی لکھوائی گئی جس میں اقبال منہاس اور حارث کا نام درج ہے۔ پولیس نے انہیں ابھی تک گرفتار نہیں کیا اور وہ آزادانہ گھوم رہے ہیں وفد نے بتایا کہ قادیانی اس قسم کی واردات کرکے علاقے میں فساد پھیلانے میں مصروف ہیں۔

(روزنامہ جسارت کراچی ۱۹ جون ۱۹۹۲ء)

باقی صفحہ ۲ پر

عورت کی سربراہی

اور ڈاکٹر جاوید اقبال یا ڈاکٹر حمید اللہ

محمد شریف ہزاروی، اسلام آباد

مورخہ ۵-۵-۹۲ روزنامہ جنگ میں ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کی طرف سے ایک بیان ہمارے سامنے ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ عورت امیر مملکت ہو سکتی ہے یا نہیں تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہو سکتی ہے" اس حدیث کا حوالہ تو ڈاکٹر صاحب کے ذمہ بقایا ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو قصداً میرے طرف جھوٹ کی نسبت کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار رکھے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے ۱۳-۵-۹۲ میں اس بیان کو ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی طرف منسوب کیا ہے اور کچھ مناسب وضاحت بھی فرمائی اور آخر میں نتیجہ بحث میں نکلا۔

معزز قارئین اللہ کریم سے دعا یہ کرنی چاہیئے کہ اللہ ایسی عمر سے انسان کو محفوظ فرمائے جس میں آدمی سوچ سمجھ کی صلاحیت بھی کھو دے ویسے بھی ارذل عمر سے پناہ مانگنے کا حکم آیا ہے۔

دونوں ڈاکٹر صاحبان اس مسئلہ میں متفق نظر آتے ہیں اس لیے ہم کسی ایک پر بوجھ ڈالنے کی کوشش نہیں کرتے صحیح صورت مسئلہ بیان کرنے کے بعد قارئین کو اندازہ ہو جائے گا۔

عورتوں کی امامت کے بارے میں پہلی روایت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " لاخیر فی جماعۃ النساء الا فی المسجد" کہ عورتوں کی جماعت میں کوئی خیر نہیں ہے مگر یہ کہ مسجد میں ہو (اعلاً السنن)

۱۔ عورتوں کی جماعت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیریت کی نفی فرمائی ہے ہاں اس صورت میں کہ مسجد میں ہوں ظاہر ہے کہ مسجد میں مرد امام کے پیچھے ہی ہو گی اس سے معلوم ہوا کہ تنہا عورتوں کی جماعت کراہیت سے خالی نہیں ہے۔

۲۔ دوسری روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ " لا تؤم المرأۃ" عورت امامت نہ کرائے۔ (المدونہ۔ امام مالک) (اعلاً السنن)

حضرت علیؓ کا یہ قول مطلقاً عورتوں کی امامت کی کراہیت پر ڈال ہے۔

۳۔ تیسری روایت حضرت ابوہریرہؓ کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "خیر صفوف الرجال اولہا وشرہا آخرہا وخیر صفوف النساء آخرہا وشرہا اولہا" کہ مردوں کے لیے بہترین صف اول ہے اور بری صف آخری ہے اور عورتوں کے لیے بہترین صف آخری ہے اور بری صف اگلی ہے۔ مسلم۔ اعلاً السنن۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ اگلی صفوں میں عورت کے لیے قیام میں برائی ہے اگر عورتوں کی نماز جائز ہوتی تو اگلے صفوں میں قیام کی ترغیب ہوتی نہ کہ ممانعت جیسے مردوں کے لیے اگلی صفوں کی خیر ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ہاں اگر جماعت کی کوئی ایسی صورت ممکن ہو کہ مقتدی آگے کھڑے ہوں اور عورت امام بالکل آخری صف میں تو ڈاکٹر صاحب اس کا بھی فتویٰ ارشاد فرمادیں۔

اس کے ساتھ حضرت علیؓ کا ارشاد کہ " لا تؤم المرأۃ" عورت امامت نہ کرائے والی روایت کو ملاحظہ کیجئے تو بات واضح ہو جاتی ہے۔

۴۔ چوتھی روایت ابی بکرہ بن بکار بن عبدالعزیز اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " ھلکت الرجال حین اطاعت النساء" کہ مرد ہلاک ہو گئے جب عورت کے مطیع ہو گئے۔ احمد۔ اعلاً۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی اطاعت میں مردوں کے لیے ہلاکت بتائی ہے تو یہ بھی امامت نسا کے منافی ہے اس لیے کہ عورت امام کی حیثیت سے مردوں کے لیے مطاع ہو گی یعنی مردوں پر عورتوں کی اطاعت لازمی ہو گی جو کہ ہلاکت ہے اسی کے ساتھ بخاری شریف کی مشہور حدیث "لن یفلح قوم ولو امرھم امرأۃ" اور "ولوا امرھم امرأۃ" اور "اسندوا امرھم الی امرأۃ" ملائیں کہ عورت کے لیے تولیت امر اسناد امر۔ میں اس قوم کے لیے فلاح وکامیابی نہیں ہے۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں " المرأۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفہا الشیطان" کہ خاتون سراپا ستر ہے جب یہ نکلتی ہے تو شیطان تاک میں لگ جاتا ہے اس حدیث نے یہ بات واضح کر دی کہ عورت پردہ کی چیز ہے اس کا باہر نکلنا درست نہیں کیونکہ اسی حالت شیطان کو اپنے تیر آزمانے کا موقع مل جاتا ہے۔ اگر عورت کی امامت درست ہے تو پھر جب یہ امامت میں امام کی جگہ کھڑی ہو گی تو یہ کتنے پردے میں ہو گی یہ ڈاکٹر صاحب ہی ارشاد فرمائیں۔ کہ اس حالت میں عورت کی بے پردگی تو نہ ہو گی؟ امام کے پیچھے مقتدی اگر مرد اور عورتیں دونوں ہوں تو صفوں کی ترتیب کیسی ہونی چاہیئے اگر عورتوں کی امامت جائز ہے پھر صف بندی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا عورت جہاں چاہے کھڑی ہو سکتی ہے یہاں تک کہ صف اوّل اور امام کے قریب کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیئے لیکن احادیث پر غور فرمائیں۔

ایک حدیث جو ہم نے تیسرے نمبر پر نقل کی کہ عورتوں کے لیے بہترین صف آخری اور بری صف اگلی ہے"

۲ - حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اور میرے بھائی یتیم نے اور ہماری والدہ ام سلیمؓ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی میں اور میرا بھائی آپؐ کے پیچھے تھے اور ام سلیم ہمارے پیچھے تھیں۔ مشکوٰۃ - مسلم۔

اندازہ فرمائیں کہ صف بندی میں والدہ بھی بچوں کے ساتھ ایک صف میں کھڑی نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ غیر عورت غیر مردوں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہو تو وہ نماز کس درجہ کی خشوع و خضوع والی ہوگی یا اگر عورت ہی امام ہو۔

۳ - حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اور میری والدہ یا میری خالہ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس موقع آپؐ نے مجھے اپنے دائیں طرف اور عورت یعنی میری والدہ یا خالہ کو پیچھے کھڑا کیا۔ مشکوٰۃ مسلم۔

اگر عورت کا امام مسجد بننا جائز ہے تو پھر اپنے مردوں کے ساتھ صف میں کھڑا ہونا کیوں جائز نہیں۔ غور فرمائیں عہد رسالت میں عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت تھی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی عورت مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو منع مت کرو۔ بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ۔

لیکن مسجد میں جانے کے لیے کچھ شروط اور آداب تھے۔ حضرت زینبؓ حضرت عبداللہ بن مسعود کی بیوی فرماتی ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم سے کوئی عورت مسجد میں جائے تو خوشبو نہ لگائے۔ مسلم۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا " کہ جو عورت بخور (یعنی خوشبو) لگائے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

۱ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت تو تھی مگر یہ اعلان بھی واضح طور پر کر دیا گیا تھا کہ عورت کے لیے افضل تو یہی ہے کہ وہ اپنے گھر میں نماز ادا کرے اور یہ کہ عورت کی نماز جتنی پوشیدہ اور اندھیری جگہ میں ہوگی اتنی ہی افضل ہوگی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " کہ تم اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو لیکن ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں۔ ابوداؤد۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " کہ عورت کا گھر کے اندر (یعنی دالان میں) نماز پڑھنا صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں نماز پڑھنا کھلے ہوئے جگہ میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ ابوداؤد۔

۲ - عہد رسالت میں جماعت کی شرکت کی جو اجازت دی گئی تھی وہ پابندیوں کے ساتھ تھی مثلاً یہ کہ خوشبو لگا کر مسجد میں نہ آئے اور یہ کہ جو عورت مسجد میں خوشبو لگا کر آئے اس کی نماز اس وقت قبول نہ ہوگی جب تک غسل کر کے یہ اس کو دھو نہ ڈالے مقصد یہ ہے کہ خوشبو کی وجہ سے مردوں کو اس کی آمد کا علم نہ ہو اور اگر عورت مردوں کی امام بھی بن سکتی ہے اور بقول ڈاکٹر صاحبان کے بنی بھی تھی تو اس پابندی کا مقصد کیا ہوگا؟

۳ - عہد رسالت میں عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت کی ضرورت بھی تھی کہ احکامات نئے نئے نازل ہوتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً نمازوں کے اوقات میں نئے احکام بیان فرماتے یا وعظ و نصیحت فرماتے اس لیے عورتوں کو اجازت تھی کہ شروط کو مدنظر رکھتے ہوئے نمازوں میں شرکت کر کے احکامات سنیں۔

۴ - جس زمانہ میں عورتوں کو مساجد میں جانے کی اجازت تھی وہ معاشرہ اتنا پاکیزہ تھا کہ اگر کسی سے معمولی گناہ بھی ہو جاتا تو بجائے چھپانے کے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر اقرار جرم کرتے اور جب تک شرعی سزا نافذ نہیں ہوتی چین نہیں لیتے۔

۵ - عہد رسالت میں خاص مقصد کے لیے اجازت تھی اور خاص ماحول کے پیش نظر اجازت دی گئی تھی بعد میں بہت ساری تبدیلیاں ہوئیں حالات تبدیل ہوئے ماحول بدل گیا اس ماحول کو دیکھ کر ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ عورتوں نے حضور علیہ السلام کے بعد جو کچھ کرنا شروع کر دیا اس کو اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں دیکھ لیتے تو خود ہی ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے۔ غور فرمائیں ام المومنین خیر القرون کے بارے میں فرماتی ہیں اب حالات سازگار نہیں ہیں اور یہ حالت اگر آپؐ مشاہدہ فرما لیتے تو اجازت نہ دیتے لیکن ڈاکٹر صاحب خیر القرون میں نہیں بلکہ اب اور اس زمانہ میں امام مسجد بنانے کے قائل ہو گئے ہیں۔

رہا مسئلہ ام الورقہؓ صحابیہ رضی اللہ عنہا کا اس کے متعلق حدیث سنن ابی داؤد میں مذکور ہے کہ جنگ بدر کے موقعہ پر انہوں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی غزوہ میں شرکت کی کہ میں مریضوں کی تیمارداری کروں گی شاید اللہ کریم مجھے شہادت نصیب فرما دے آپؐ نے فرمایا کہ اپنے گھر میں اللہ آپ کو شہادت نصیب فرمائیں گے۔ ان کا نام شہیدہ رکھا گیا۔ وہ قرآن کریم پڑھی ہوئی تھیں انہوں نے آپ سے مؤذن رکھنے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دے دی اور آپ نے فرمایا " وامرھا ان تؤم اھل دارھا " کہ اپنے گھر والوں کی امامت کراؤ۔

دور صحابہ کی تاریخ میں یہی ایک ہی خاتون ہے جن کو گھر میں جماعت کرانے کی اجازت ملی ہے اس سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ صرف اباحت ہے کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ اگر عورتوں کی جماعت میں زیادہ فضیلت اور اجر ہوتا تو امہات المومنین فقاہت میں مشہور اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی تعلیم یافتہ تھیں آپ ان کو حکم فرماتے جماعت کرانے کا۔

نیز جیسے مردوں کے لیے جماعت کے جیسے فضائل ارشاد فرمائے گئے اور احق بالامامت کون ہے دو آدمی نماز با جماعت پڑھیں تو اس کا طریقہ فاضل و مفضول کی جماعت وغیرہ وغیرہ تمام تفاصیل مردوں کے لیے موجود ہیں اگر عورتوں کی جماعت باعث برکت اور فضیلت ہوتی تو ان کو بھی ترغیب دی جاتی لیکن ان کے برخلاف ان کو مسجد میں آنے کی اجازت تو دی گئی لیکن شروط و قیود کے ساتھ نیز فرمایا گیا کہ گھر میں نماز اس ترتیب کے ساتھ افضل ہے۔ بنسبت مسجد میں نماز کے۔

غور فرمائیں کہ ایک اباحت یا نفس جواز والے

مسئلہ کو محترم ڈاکٹر صاحب نے کس ڈرامائی انداز میں بیان کر کے اس پر عورت کی حکمرانی کے مسئلہ کی بنیاد رکھی۔ حالانکہ قانون یہ ہے کہ قاعدہ کلیہ بننے کے لیے صرف ایک خاص واقعہ کافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے عمومی حکم درکار ہوتا ہے۔ لیکن مسئلہ امامت نساء میں صرف ایک اجازت کے علاوہ اور کوئی دوسری اجازت موجود نہیں ہے۔ "مولانا نعیمی صاحب نے فرمایا کہ وہ امام النساء تھیں تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ وہ امام الدار یعنی محلہ کی مسجد کی امام تھیں"۔

کیا اس مسجد میں ان کی شہادت کے بعد کسی دوسری خاتون امام کا تقرر ہوا؟ یا ان کے بغیر مدینۃ المنورہ میں کوئی دوسری پڑھی لکھی خاتون جو امامت کے فرائض سرانجام دے سکے موجود نہ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی تمام مساجد موجود ہیں ڈاکٹر صاحبان اس تاریخی مسجد کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ وہ کون سی تھی؟

دوسری بات ڈاکٹر صاحب نے پردہ کے متعلق فرمائی کہ "حجاب سے یہ مراد نہیں کہ آپ کو برقع پہنا کر گھر میں بند کر دیں"۔

ترجمہ:۔ اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور نہ دکھلاتی پھرو جیسا کہ دکھانا دستور تھا پہلے جاہلیت کے وقت میں۔ ترجمہ شیخ الہند۔

فائدہ میں علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ "یعنی اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتیں اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتیں اور بداخلاقی اور بے حیائی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کر سکتا ہے اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔ الخ۔

اندازہ فرمائیں کہ مفکرین اسلام کی سوچ کیا ہے؟ اور اللہ کریم کا فرمان کیا ہے؟

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی ایک بات ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے یہ نقل فرمائی کہ "حجاب سے مراد شرم و حیا ہے اور اس کا اطلاق مرد و عورت پر یکساں ہوتا ہے"۔ سورت احزاب آیت ۵۹ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

اے نبی کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہ نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس میں بہت قریب ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔ ترجمہ از شیخ الہندؒ۔

فائدہ پر علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں: "یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرہ پر بھی لٹکا لیویں روایات میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ دیکھنے کے لیے صرف ایک آنکھ کھلی رہتی تھی۔ الخ۔

قرآن کریم کے اتنے واضح اوصاف حکم کے بعد حجاب کو صرف شرم و حیا سے تعبیر کرنا کون سا اسلام ہے یا حجاب کا معنی شرم و حیا کس لغت کے اعتبار سے ہے یہ تو ڈاکٹر صاحب ارشاد فرمائیں گے۔ بظاہر ڈاکٹر صاحبان کی تاویل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نعوذ باللہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین مفسرین

باقی صفحہ ۲۷ پر

افغان مجاہدین کو سلام

حافظ مشتاق احمد عباسی

پوری کفر کی طاقتوں سے ساڑھے تیرہ سال افغان مجاہدین ٹکرانے کے بعد بالآخر جیت گئے۔ فرمایا وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (القرآن) اور کافر حق کو مٹانے کی سازشیں کرتے رہے اور اللہ کی تدبیریں ناکام کرتا رہا اور اللہ کی تدبیر بہترین ہے۔ ایک وقت تھا کہ روس سپر پاور کہلاتا تھا اور پورا یورپ اس کے نام سے لرزتا تھا اور ایک وقت آتا ہے کہ اس کی دنیا میں کوئی اہمیت ہی نہیں، کوئی پوچھتا ہی نہیں، بہت سی ذیلی طاقتیں اسی کے نام پر ناز کرتی تھیں کہ ہمارا سرپرست ہے اسی کے نام سے کودتی تھیں، اچھلتی تھیں آج ان طاقتوں کا کوئی پرسان حال نہیں۔ جب اصل طاقت بے اثر ہو گئی تو ذیلی طاقتیں کیا خاک پھانکیں گی؟ مشرقی جرمنی کو ہڑپ کرنے والا اژدہا (روس) امریکہ کو ویت نام کے میدانوں میں شکست دینے والا پورے یورپ کو آنکھیں (دکھانے والا) روس آج عبرت کا نشان بنا ہوا ہے۔ کمیونزم کی خوبیوں کے راگ الاپنے والے، اس کے پجاری، اس کے حواری، آج مارے شرم کے منہ چھپائے ہوئے ہیں۔ تنبیہ خداوندی ہے کہ دنیا کے ساز و سامان پہ اترانے والو غرانے والو، حق کے چراغ کو منہ کے پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کرنے والو تم دھوکے میں ہو۔ عزت کے خزانے، طاقت کے خزانے اللہ کے پاس ہیں۔

عالیہ جہاد افغانستان اسلام کی حقانیت کی لازوال علامت اور کافروں کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت ہے رحمت الٰہیہ پکار رہی ہے کہ اے بھٹکے ہوئے نادانو تمہیں پناہ میرے ہی دامن عفو میں ملے گی۔ آج بھی اگر تم میری بندگی کا اعتراف کر لو خود کو میرے در پہ جھکا دو تو تمہیں دونوں جہانوں کی کامرانیاں حاصل ہو سکتی ہیں۔ اور یاد رکھو اگر تم باز نہ آئے، میری مہلت کو غنیمت نہ سمجھا تو پھر جب میری گرفت ہو گی تو تمہیں کوئی بچا نہ سکے گا۔

فوجوں کی کثرت اسلحہ کے انباروں کے نشے میں دھت مغرور روس نے اب سے ساڑھے تیرہ برس قبل ایک کمزور اسلامی ملک افغانستان پر چڑھائی کی۔ ان کے ذہنوں میں تھا کہ جب ہمارا مقابلہ یورپ کے طاقتور ملک نہ کر سکے جرمنی نہ کر سکا تو یہ افغانستان کیا کرے گا۔ صد ہزاراں سلام ہو افغان مجاہدین کو کہ انھوں نے اس مغرور و متکبر کے چیلنج کو قبول کیا اور میدان کارزار میں اتر آئے۔ ظاہر کے نقشوں کو دیکھنے والے ان انصار اللہ اللہ کے دین کے مددگاروں کو مشورے دینے لگے کہ یہ خودکشی ہے اتنی بڑی طاقت سے ٹکر لینا کوئی عقل مندی نہیں اور چند دنوں میں یہ افغان مٹ جائیں گے مگر

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اللہ جب چاہتے ہیں تو چڑیا سے شاہین کو مروا دیتے ہیں۔ تنکے سے پہاڑ کو مٹا دیتے ہیں، قطرے کو سمندر سے ٹکرا دیتے ہیں، ہاتھی کو چیونٹی سے مروا دیتے ہیں، نمرود کو مچھر سے مروا دیتے ہیں۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ۔ بے شک تیرے رب کی گرفت سخت ہے۔

تو مشو مغرور بر حلم خدا + دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

وَقَدْ بَنَتِ الْمُلُوكُ لِمَا قُصُورًا + فَلَمْ يَبْقَ الْمُلُوكُ وَلَا الْقُصُورُ

دنیاوی طاقت کے مغروروں نے بڑے مضبوط قلعے اور محل بنائے نہ وہ بادشاہ رہے نہ ان کے سہارے رہے۔

روسی فوجی درندوں نے افغانستان کی سرزمین پر جب منحوس قدم رکھے تو ظلم کے وہ پہاڑ توڑے کہ آسمان کانپ جائے، زمین تھرا جائے، بڑے بڑے بہادروں کے دل ہل جائیں گویا۔

ظالم کے کوچے میں نہیں گور و کفن کا ذکر
مردے گھسیٹ کے پھنکوائے جاتے ہیں

مگر شاباش مرحبا آفرین اے اللہ کے سپاہیو اے مجاہدو تم آگے ہی بڑھتے رہے اور کٹتے رہے۔

اب بھی جینے کی تمنا ہے تو کردار میں آ
رعد کے شور میں تلوار کی جھنکار میں آ
تو کفن باندھ کے نکلے تو جہانگیر بنے
خود ترا شوق شہادت تیری شمشیر بنے
کیا ناصحا ڈراتا ہے مرنے سے مجھے
مشتاق وہ ہے جس کو جاں کی خطر نہیں
کھلونا سمجھ کر بگاڑو نہ ہم کو
کہ ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں

مجاہدین اللہ کے سہارے لڑتے رہے کوئی شہادت کے مرتبے پر سرفراز ہوتے رہے، کوئی زخمی ہو کے درجے پاتے رہے اللہ کی مدد و نصرت شامل حال رہی تو امریکہ وغیرہ نے جھک مار کر اسلحہ دینا شروع کیا۔ اب فتوحات کے دروازے کھلتے رہے خود روسیوں کا اسلحہ چھین کر انہی پر مجاہدین چلاتے رہے گویا جوتی بھی اپنی سر بھی اپنا۔ مجاہد کا شوق شہادت اور بڑھتا رہا ثابت قدم ہوتے گئے۔

جب روس مدمقابل اندر سے کھوکھلا ہوتا رہا اور اوپر دھوکہ کا پردہ ڈالے رہا مگر کب تک یہ ڈرامہ چلتا آخر وہ وقت آ گیا کہ مٹی کی بنی ہوئی دھوکے کی عمارتیں دھڑام سے گریں دنیا چونک اٹھی واقعی ایسا ہو گیا؟ ہاں ہاں واقعی ایسا ہی ہوا خود مشاہدہ کر لو!۔

روس کی شکست اور گھٹنے ٹیکنے کے بعد ناک رگڑنے کے بعد امریکہ بہادر نے کہا میں مجاہدین کا تیا پانچہ کر دونگا۔ اللہ پاک نے کہا میں بھی بڑے صاحب آپ کے ساتھ ہوں۔ مجاہدین نے مسکرا کر کہا اے بزدلو تم بھی پنجہ آزمائی کر لو۔

ادھر آ ظالم ہنر آزمائیں + تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں
سالار کارواں ہے میر حجاز اپنا
اس نام سے باقی ہے آرام جاں ہمارا
سوچ لے کہیں آج ختم نہیں کہ ہم نہیں
سینہ تان کر جب اٹھیں دکھلائے جب
دل اور دماغ میں تو کسی سے کم نہیں
اب تو جوش عزم کو خوب جگائے گا

باقی صفحہ ۲۰ پر

فلاح و اصلاحِ اُمّت کیلئے

چند تجاویز

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

آج جب کہ ہر صاحب دل اور دین کا درد رکھنے والا مسلمان اہل اسلام کی معاشرتی، سیاسی اور معاشی ابتری پر پریشان ہے فتنوں کی کثرت ہے اور متاع ایمان، بازار کی جنس ارزاں بن کر رہ گئی ہے، نئی نسل دن بدن دین سے دور ہوتی جارہی ہے فحاشی اور عریانیت غالب آرہی ہے۔ ان تکلیف دہ حالات میں مختلف دینی اور سیاسی جماعتیں اپنے اپنے انداز میں جو بھی اصلاحی کوششیں کررہی ہیں وہ غنیمت ہیں ہمیں کسی کو برا بھلا نہیں کہنا ہم اپنی محدود سی سوچ کے مطابق آپ کی توجہ چند ایسے شعبوں کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں جو ہماری خصوصی توجہ کے مستحق ہیں ان میں جتنا کام ہونا چاہیے اتنا نہیں ہورہا ہے لہٰذا ہماری گزارشات غور سے پڑھئے اگر بات دل کو لگے تو ہمارے ساتھ تعاون کیجئے اور اگر آپ تعاون پر آمادہ نہ ہوں تو اپنے اپنے محلے اور شہر میں اپنے طور پر یہ کام کیجئے۔ اور اگر ہمارے تعاون کی ضرورت ہو تو یاد فرمالیجئے گا ہم اپنی بساط اور حالات کے مطابق آپ کی آواز پر لبیک کہیں گے۔

شعبہ خدمت خلق!

موجودہ حالات میں شعبہ خدمت خلق کو غیر سیاسی بنیاد پر خالص اسلامی اصولوں کے مطابق تشکیل دینا ضروری ہے۔ اس شعبہ میں قادیانی، عیسائی اور دیگر گمراہ فرقے بہت زیادہ فعال ہیں اور غریب مسلمانوں کے ایمان کے لیے خطرہ بنے ہوئے ہیں، جو چند ایک مسلمان سماجی میدان میں مصروف عمل ہیں ان کا کام اسلامی اصولوں کے مطابق نہیں، زکوٰۃ صدقات وغیرہ کے مصارف میں کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا اور خدمت سے ان کا مقصد مسلمانوں کی حفاظت یا دین کی اشاعت ہرگز نہیں بلکہ ان کا مقصد یا تو شہرت ہے یا خدمت برائے خدمت ہے۔ خدمت خلق کے شعبہ میں ہمارے پیش نظر جو کام ہیں وہ درج ذیل ہیں

(الف) اسلامی ذہن رکھنے والے ایسے نوجوان تیار کیے جائیں جو ہسپتالوں میں یا گھروں میں پڑے ہوئے مریضوں اور بوڑھوں کی عیادت اور خدمت کے لیے ہر ماہ کچھ وقت دیں یہ عیادت کے ساتھ ساتھ مثبت انداز میں دین کی دعوت بھی دیتے رہیں، ان میں سے غریب نوجوانوں کی مالی معاونت بھی کی جاسکتی ہے میں نے ہسپتالوں میں ایسے مریض بھی دیکھے ہیں جو چھ چھ ماہ سے بستر پڑے ہیں خود اٹھ کر پیشاب نہیں کرسکتے اور گھر میں کسی مرد کے نہ ہونے کی وجہ سے ان کی نوجوان بہنیں یا مائیں ان کی خدمت کرتی ہیں۔

(ب) کبھی کبھار علماء اور دینی شخصیات بھی ہسپتالوں کے چکر لگائیں، بیماروں کی تیمارداری کریں، اور حسب وسائل نقد پیسے یا فروٹ وغیرہ انہیں پیش کریں، یوں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مٹی ہوئی سنت بھی زندہ ہوگی اور عوام کا علماء کے ساتھ تعلق بھی بحال ہوگا۔ یہ تو آپ کے علم میں ہوگا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں تک کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تھے، اور بعض کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے حسن سلوک کی وجہ سے ایمان کی دولت سے نواز دیا، اور آپ نے فرمایا کہ عیادت کرنے والے کے لیے ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں۔

(ج) غریب مسلمانوں کی اعانت مالی کے لیے مسجد کو ایک مرکزی حیثیت دی جائے، ابتداء میں چند مساجد میں تجرباتی طور پر کام شروع کیا جاسکتا ہے جس کی صورت یہ ہو کہ مسجد کے چند با اعتماد مستقل نمازیوں کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے وہ آس پاس رہنے والے ایسے گھرانوں پر نظر رکھیں جہاں غریب ہو یا کوئی بے سہارا بوڑھا مرد یا عورت ہو ان جیسے لوگوں کے حالات کی پوری طرح تصدیق کرلینے کے بعد ان کی عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے خاموشی سے ان کے ساتھ تعاون کیا جائے۔

اگرچہ جہیز کی لعنت کو ختم کرنے کی ضرورت ہے لیکن اگر غیر زکوٰۃ کی رقم (معقول رقم) جمع ہوجائے تو بامر مجبوری اس معاملے میں بھی تعاون کے لیے سوچا جاسکتا ہے۔

(د) مسلمانوں کو سود سے بچانے اور انہیں کسب حلال کی راہ پر ڈالنے کے لیے قرض کی اسکیم شروع کی جاسکتی ہے۔ جس کے لیے درج ذیل صورتیں اختیار کی جاسکتی ہیں۔

(الف) عطایا اور صدقات سے امدادی فنڈ جمع کیا جائے۔

(ب) اس فنڈ میں امانتیں اور عوام کو ترغیب دے کر ایسے اموال بھی رکھے جاسکتے ہیں جو فی الوقت ان کے پاس زائد از ضرورت ہوں (ان حضرات سے ان کی امانتوں اور اموال کے استعمال کی اجازت لی جاسکتی ہے)

(ج) امدادی ٹکٹ فروخت کرکے رقوم جمع کی جائیں۔

(د) جمع شدہ فنڈ کو تجارت میں لگا کر حاصل شدہ منافع کو مزید مضبوط کیا جاسکتا ہے۔ ان مختلف مدات سے حاصل ہونے والے سرمائے سے

(۱) یتیموں، بیواؤں اور حوادث کا شکار ہونے والے مستحق مسلمانوں کو زیورات مکفول کرکے ایک خاص مدت کے لیے قرض دیا جائے۔

(۲) بے روزگار اور نادار کش مسلمانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے ٹھیلا یا چھوٹی موٹی دوکان یا رکشہ وغیرہ بلا کسی زائد منافع کے قسطوں پر دے دیا جائے۔

(۳) ایسے بھکاریوں کے ساتھ بھی مشروط تعاون کیا جاسکتا ہے، جو واقعی حالات سے مجبور ہوکر بھیک مانگ رہے ہوں اور بھیک چھوڑنے کے لیے آمادہ ہوں۔

(۴) ایکسیڈنٹ وغیرہ کا شکار ہونے والے ایسے مسلمان بھائی جو زکوٰۃ یا صدقہ لینے پر آمادہ نہ ہوں اور خود ان کے مالی حالات بڑے اخراجات کے متحمل نہ ہوں ان کے زخموں پر اس فنڈ سے مرہم رکھی جاسکتی ہے۔

(۵) ایسے مظلوم انسان جن کو جھوٹے مقدمات میں پھنسا دیا گیا ہو یا جو ناحق جیل کی کال کوٹھڑی میں بند ہوں۔ (اخبارات میں ایسے واقعات شائع ہوچکے ہیں کہ ایک شخص دس سال تک اور دوسرا ۱۴ سال تک ناحق جیل میں پڑا گلتا سڑتا رہا) ان کی قانونی مدد کی جائے۔

اسی طرح محلہ یا شہر یا ملک کی سطح پر جو غنڈے اور بدمعاش جبر و تشدد اور زیادتیوں کا ارتکاب کرتے ہیں ان کے خلاف رائے عامہ کو منظم کیا جائے اور اس سلسلہ میں ہراول دستہ کا کردار ادا کرنے والے نوجوانوں سے ہر طرح سے تعاون کیا جائے۔

یاد رکھیں اسلام ہر قسم کے ظلم کے خاتمے اور عدل کے قیام کے لیے دنیا میں آیا ہے اور ہم اسلام کے اس بنیادی پہلو کو عملی طور پر جس قدر مضبوط کریں گے اتنا ہی اسلامی نظام کے نفاذ کا راستہ ہموار ہوگا ہر خادم اسلام پر لازم ہے کہ وہ ظلم کا دشمن اور عدل کا علمبردار ہو۔

(۶) آج کی دنیا میں محسن شخصیات اور باصلاحیت افراد کے تعارف کی ایک صورت یہ ہے کہ انہیں میڈل اور انعامات دیئے جاتے ہیں۔ اگر شعبہ خدمت خلق میں عطایا اور ہدایا پر مشتمل فنڈ علمی خدمات انجام دینے والے علماء اور وفاق میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کے لیے مخصوص کر دیا جائے تو اس سے ان کی عزت میں تو کوئی اضافہ نہیں ہوگا اور نہ وہ ان چیزوں کے محتاج ہیں لیکن ایک تو اس میں دوسروں کے لیے ترغیب کا پہلو ہے، دوسرے اس پروپیگنڈہ کی دنیا میں عام لوگ ان کی تصانیف کی طرف متوجہ ہوں گے، تیسرے ان کی خدمات اور قربانیوں کا تعارف اہل حق کے نظریات کی اشاعت میں خاموش مبلغ کا کردار ادا کرے گا۔ ہم نے اس سال وسائل کے نہ ہونے کے باوجود دورہ حدیث میں اول، دوم، سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کے لیے بالترتیب پانچ ہزار، تین ہزار اور دو ہزار کے انعامات کا اعلان کیا ہے۔ دوسرے درجات کے طلبہ کو ان شاء اللہ کتابیں دی جائیں گی۔

(۷) آج کی دنیا میں خیالات کو بنانے اور بگاڑنے میں لٹریچر کا بڑا اہم کردار ہے۔ لیکن روز افزوں مہنگائی کی وجہ سے اعلیٰ کتابوں کا خریدنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے اگر عام لوگوں کو اچھی قیمت پر اور مستحقین کو بلا معاوضہ اصلاحی لٹریچر مہیا کیا جائے تو ذہن سازی میں موثر ثابت ہو سکتا ہے یہ بات تو آپ کے علم میں ہوگی کہ ضلالت و الحاد پھیلانے والا لٹریچر وسیع پیمانے پر مفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں عیسائی اور قادیانی پیش پیش ہیں اس مقصد کے لیے ایک مستقل ٹرسٹ کے بارے میں بھی سوچا جا سکتا ہے۔

(۸) کشمیر، افغانستان، اریٹیریا، سری لنکا وغیرہ کے وہ مجاہدین جو طاغوتی قوتوں کے خلاف بے سروسامانی کے عالم میں مصروف جہاد ہیں ان کے ساتھ بھرپور تعاون کیا جائے۔ شہداء کے اہل و عیال کی خبرگیری اور مجروحین اور معذورین کے علاج معالجہ کی طرف خصوصی توجہ مبذول کی جائے۔ یہاں کے مسلمان جن اندوہناک حالات سے دوچار ہیں اس کا ایک سرسری اندازہ اس رپورٹ سے ہو سکتا ہے جو کشمیری مسلمانوں کے حوالے سے اخبارات اور جرائد میں شائع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق صرف ۱۹۹۱ء میں کشمیر میں ۴۳۰۰ مسلمانوں کو شہید کیا گیا، چار ہزار سے زائد عورتوں کی آبرو ریزی کی گئی، بیس ہزار مسلمانوں کو پابند سلاسل کیا گیا، آٹھ ہزار مکانات جلا کر راکھ کر دیئے گئے، بلیک کیٹ کمانڈوز نے معلوم کتنے معصوم بچوں کے ہاتھ پاؤں توڑ کر انہیں معذور بنا دیا۔ مختلف ہڈیوں کے ہسپتالوں میں دس ہزار کس معصوم بچے زیر علاج ہیں۔ ہندواڑہ کے ایک اسکول کو آگ لگا کر دو سو معصوم بچوں کو بھون ڈالا گیا۔ انڈین آرمی کے عقوبت خانوں میں اس وقت بھی سات ہزار مسلمان انسانیت سوز مظالم جھیل رہے ہیں۔

یہ صرف کشمیر کی صورت حال ہے۔ افغانستان جہاں پندرہ لاکھ مسلمانوں کو شہید کیا گیا اور بیس لاکھ کو شدید زخمی اور معذور کر دیا گیا سینکڑوں دیہات تباہ کر دیئے گئے وہاں کے بارے میں خود اندازہ لگا لیجئے کہ کتنے بچے یتیم کتنی سہاگنیں بیوہ اور کتنے والدین بے سہارا ہوئے ہوں گے۔

تو اے مرغن غذا کھا کر نرم و گداز بستروں پر سونے والے مسلمان بھائیو! کیا ان سسکتے بلکتے بچوں، لٹی ہوئی سہاگنوں اور بے سہارا والدین کی خدمت و اعانت ہماری ذمہ داری نہیں ہے؟ جو حالات کشمیر اور افغانستان میں پیش آئے ہیں وہ کسی دوسرے خطے میں بھی پیش آ سکتے ہیں اس لیے خدمت خلق کے شعبے کو مستقل طور پر اسلامی بنیادوں پر مضبوط کرنا ضروری ہے تاکہ جہاں بھی ایسے حالات پیش آئیں وہاں ریڈ کراس وغیرہ سے پہلے ہم پہنچ جائیں۔

نئی نسل کی تعلیم و تربیت

ٹی وی پروگراموں، ڈراموں، فلموں اور عمومی ماحول کی وجہ سے نئی نسل تباہ ہو رہی ہے جو لوگ اپنی اولاد کی تربیت اسلامی خطوط پر کرنا چاہتے ہیں انہیں بھی بے پناہ مشکلات کا سامنا ہے اگرچہ دینی مدارس کا وجود اس سلسلہ میں غنیمت ہے لیکن جو شخص اپنے بچے کو دین اور دنیا دونوں قسم کی تعلیم دینا چاہتا ہے وہ ان مدارس سے مستفید نہیں ہو سکتا بلکہ بسا اوقات بچے بھی عام سوسائٹی کے زیر اثر یا بعض مدارس پر سختی اور زدوکوب کی وجہ سے یہاں تعلیم کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔ اگر نئی نسل کی تعلیم و تربیت کے لیے درج ذیل صورتیں اختیار کی جائیں تو مثبت نتائج کی توقع کی جا سکتی ہے۔

(۱) انگلش میڈیم اسکولوں جیسی سہولیات پر مشتمل "اسلامک میڈیم" اسکول قائم کیے جائیں جہاں دونوں قسم کی تعلیم کا اہتمام ہو لیکن زیادہ توجہ ذہنی تربیت پر دی جائے۔

(۲) جو انگلش میڈیم اسکول قائم ہیں ان کے مالکان سے مل کر انہیں اپنے اسکولوں میں موثر انداز میں اسلامی تعلیم و تربیت پر آمادہ کیا جائے۔

(۳) محلہ مسجد میں ناظرہ قرآن کے ساتھ ساتھ چند آسان اسلامی کتابوں کے پڑھانے کا اہتمام کیا جائے۔

اتحاد و یکجہتی

مسلمانوں میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کے لیے ہر سطح پر کوشش کی جائے اس کے لیے سب سے پہلے ان جماعتوں اور ان افراد کو مشترکہ نکات پر اکٹھا کرنے کی سعی کی جائے جو عقیدہ توحید سے سرشار اور علماء حق کے پیروکار ہیں کس قدر دکھ کی بات ہے کہ بنیادی عقائد میں اتفاق کے باوجود ہم سینکڑوں جماعتوں میں منقسم ہیں اور آپس میں اس قدر عداوتیں ہیں کہ جب ہم باہم برسرپیکار ہوتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا آپس میں نہیں بلکہ کافروں اور مسلمانوں کا معرکہ ہے کتنی مذہبی سیاسی جماعتیں ہیں جو الیکشن کے موقع پر سیکولر عناصر سے اتحاد گوارا کر لیتی ہیں لیکن اپنے ہم جنس سے اتحاد کے لیے وہ کسی طور اور کسی صورت آمادہ نہیں ہوتیں اگر چھوٹے موٹے اختلافات رفع کرنے کے لیے ثقہ علماء کی ایک بااختیار کونسل تشکیل دی جائے تو نفرت اور افتراق کی آگ ٹھنڈی کرنے میں کافی مدد مل سکتی ہے اس کونسل کو یہ اختیار بھی ہونا چاہیے کہ اگر کسی جماعت کا کوئی لیڈر یا کچھ عہدیدار اس کے فیصلوں کو تسلیم نہ کریں تو تمام اہل مسلک سے ان کے بائیکاٹ کی اپیل کی جائے کیا ہی اچھا ہو اگر ہم اپنے اختلافات برسرعام بیان کر کے اپنی رسوائی کا سامان پیدا کرنے کی بجائے اس کونسل کی طرف رجوع

کریں یہ کونسل ان فتنوں کی نشاندہی بھی کرے جن سے ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور ان کے سدباب کے لیے وقتاً فوقتاً ایسے سیمناروں اور کانفرنسوں کا انعقاد بھی کرے جن میں تمام صحیح العقیدہ مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے قائدین شرکت کریں۔

جب تک یہ کونسل تشکیل نہیں پاتی ہم اتحاد امت کی جانب پہلا قدم اٹھانے کے لیے اگر اپنے قلم و زبان کا رخ اہل حق کے بجائے اہل باطل کی جانب پھیر دیں تو دوسرا اور تیسرا قدم اٹھانے میں ان شاء اللہ آسانی ہو گی۔

شعبہ درس قرآن

دین کا فہم رکھنے والے بزرگوں نے بہت پہلے برصغیر بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی اصلاح اور فکری تربیت کے لیے درس قرآن کا نسخہ تجویز کیا تھا۔ شاہ ولی اللہ کے والد شیخ عبدالرحیم قرآن پاک کا درس دیتے تھے۔ آپ کے پوتے شاہ اسماعیل شہیدؒ کے درس قرآن نے تو ہزاروں فاسقوں اور گمراہوں کی زندگیاں بدل کر رکھ دیں۔ حضرت مولانا محمود حسن نے مالٹا جیل سے رہائی کے بعد یہ اعلان کیا تھا کہ میری بقیہ زندگی دو کاموں کے لیے وقف ہو گی امت میں یکجہتی پیدا کرنا اور قرآنی تعلیمات کو عام کرنا اور ان ہی دو چیزوں کے نہ ہونے کو مسلمانوں کی کمزوری اور مغلوبیت کا سبب بتلایا تھا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور مولانا حسین علی صاحبؒ کی پوری زندگی درس قرآن کے لیے وقف رہی موجودہ حالات میں درس قرآن کی بے حد ضرورت ہے۔ بے شمار تعلیم یافتہ مسلمان بے بنیاد قصے کہانیوں سے تنگ آئے ہوئے ہیں اور قرآن پاک کی بیان کردہ ٹھوس حقیقتوں کو سمجھنا چاہتے ہیں لیکن انہیں سمجھانے والے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی پیاس بجھانے کے شوق میں ایسے لوگوں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں جو انہیں قرآن کے نام پر انکار حدیث کا راستہ دکھلاتے ہیں۔

اگر فضا بنانے کے لیے ابتدائی مرحلہ میں عم پارہ کی آخری چھوٹی چھوٹی سورتوں کا درس دیا جائے تو میرے ناقص تجربے کے مطابق بہت مفید ہو گا۔ بلکہ ان سورتوں کا ترجمہ اور تفسیر تو ہر نمازی کو زبر یاد کرا دینا چاہیئے مساجد میں درس کے ساتھ اگر گھروں میں بھی حلقہ ہائے درس قرآن قائم کیے جائیں تو فوائد دو چند ہوں گے۔

شعبہ تعلیم نسواں

ہمارے ہاں لڑکوں اور مردوں کے لیے دینی تعلیم و تذکیر کے بے شمار مواقع ہیں لیکن ہم نے خواتین اور بچیوں کو ان تمام مواقع سے محروم کر رکھا ہے۔ ان کے لیے اسلامی مدارس نہ ہونے کے برابر ہیں جمعہ کے اجتماعات میں ان کی حاضری کی کوئی صورت ہم بنانے کے لیے تیار نہیں۔ اچھے اچھے دیندار گھرانے خواتین کو شادی ہالوں اور پارکوں اور بازاروں میں جانے کی اجازت دیتے ہیں مگر جمعہ کے اجتماعات اور درس و وعظ کی مجالس میں باپردہ شرکت کی اجازت بھی نہیں دیتے حالانکہ مردوں سے زیادہ خواتین کی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے کیونکہ ماں بننے کے بعد بچوں کو اچھے انسان بنانا اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دینا یہ عورت ہی کی ذمہ داری ہے وہ ماں جو دینی تعلیم سے جاہل ہے اور جس کے شب و روز گانے سننے فلمیں دیکھنے چغلیاں کھانے اور لڑائی جھگڑے میں بسر ہوتے ہیں وہ بچوں کی جس قسم کی تربیت کرے گی وہ کسی سے مخفی نہیں۔

لیکن اگر ماں دینی علوم سے متصف ہو گی تو اس کے اخلاق و کمالات کا اثر یقیناً بچوں پر بھی پڑے گا۔ میرے ناقص خیال میں خواتین کی تعلیم و تربیت کے لیے فوری طور پر ان تین تجویزوں پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

(۱) مساجد کے ساتھ ملحق کسی مکان میں خواتین کے لیے باپردہ انتظام کیا جائے جہاں وہ جمعہ کے اصلاحی خطبات سے مستفید ہوں۔

(۲) گھروں میں درس قرآن رکھے جائیں جن میں مدرس کے سامنے تو مرد ہوں مگر قریب کے کسی کمرے میں خواتین بھی ہوں اور یہ درس بدل بدل کر مختلف گھروں میں ہوں اگر مدرس خاتون ہو تو پھر تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔

(۳) محلہ کی سطح پر بچیوں کی معقول دینی تعلیم کے لیے مدارس قائم کیے جائیں جن میں کم از کم ناظرہ قرآن، ترجمہ قرآن، تعلیم الاسلام اور بہشتی زیور کی تعلیم دی جائے اگر معلمات دستیاب ہوں ہر طرح سے محفوظ اور باپردہ انتظام ہو وسائل بھی مہیا ہوں تو آگے چل کر طالبات کے اقامتی مدارس کے بارے میں بھی پروگرام بنایا جا سکتا ہے۔

شعبہ اصلاح دیہات

پاکستان کی اسی فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے لیکن دینی مدارس ہیں تو شہروں میں، ہسپتالوں کی سہولت ہے تو شہروں میں، فلاحی تنظیمیں ہیں تو شہروں میں۔۔ حالانکہ بعض دیہات میں علماء کرام دینی طلباء اور عام لوگ جس قسم کی جفاکشی غربت اور تکلیف کی زندگی گزار رہے ہیں ہم اس کا شاید تصور بھی نہ کر سکیں۔

بعض مدارس کے طلباء بوسیدہ عمارتوں میں رہتے ہیں اور سادہ پانی میں نمک مرچ گھول کر اس کے ساتھ روٹی کھاتے ہیں اساتذہ کا مشاہرہ پانچ چھ سو سے زائد نہیں اور بعض جگہ تو یہ بھی نہیں پھر جہالت کی کثرت کی وجہ سے وہاں فضول رسم و رواج شرک و بدعت اور قتل و قتال کی بہتات ہوتی ہے۔ اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ہم اپنے وسائل اور کاوشوں کا رخ دیہات کی طرف بھی پھیریں۔

تعلیم بالغاں۔

کالجوں یونیورسٹیوں اور فیکٹریوں کے نوجوانوں کے دل میں دینی تعلیم کی امنگ ہوتی ہے مگر وہ اپنی معاشی یا تعلیمی مجبوریوں کی وجہ سے پورا وقت نہیں دے سکتے اگر ایسے ساتھیوں کے لیے جز وقتی مدارس کا اہتمام کیا جائے جہاں انہیں دینی تعلیم کا بہت مختصر نصاب پڑھایا جائے تو اس سے ان شاء اللہ بہت اچھے نتائج ظاہر ہو سکتے ہیں۔

جو تجاویز اوپر پیش کی گئی ہیں میں اور میرے چند دوست انتہائی محدود سطح پر ان کی روشنی میں مصروف عمل ہیں اگر ہم لسانی اور سیاسی گروہ بندیوں سے بالاتر ہو کر اجتماعی طور پر اس سلسلے میں کام کریں تو باطل قوتوں کو لگام دی جا سکتی ہے ارتدادی تحریکوں کے آگے بند باندھا جا سکتا ہے اسلامی نہج پر تربیت دینے والی مائیں تیار کی جا سکتی ہیں، تشتت و افتراق کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی اخوت کو زندہ کیا جا سکتا ہے۔ مجاہدین کی پشت پناہی کی جا سکتی۔ ظلم کے خاتمہ اور نظام عدل کے قیام کی راہ ہموار کی جا سکتی ہے۔ علماء کے وقار کو بحال کیا جا سکتا ہے۔ بے کس انسانوں کی دعائیں لی جا سکتی ہیں اللہ کی رضا حاصل کی جا سکتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ دور حاضر کے حوالے سے بحیثیت مسلمان اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوا جا سکتا ہے اور یوں مسئولیت عند اللہ سے بچنے کا امکان پیدا کیا جا سکتا ہے

ننکانہ میں تین دن

''مسئلہ کشمیر اور فتنۂ قادیانیت'' یہ وہ عنوان ہے جو نویں انٹرنیشنل گولڈ میڈل انعامی تحریری مقابلے میں حصہ لینے والے صاحب قلم افراد کو اپنے زور قلم کو بروئے کار لانے کے لئے دیا گیا تھا۔ مجھے اسی سال اس مقابلے کے بارے میں پتہ چلا تھا جبکہ یہ ''قلمی دنگل'' بین الاقوامی سطح پر گذشتہ نو سال سے مسلسل منعقد ہو رہا تھا میں قلم اور قرطاس کی دنیا میں چونکہ نووارد ہوں اس لئے اولاً جب مذکورہ مقابلے کا اشتہار دیکھا تو سوچ میں پڑ گیا کہ اس میں حصہ لیا جائے کہ نہیں ''لفظ بین الاقوامی'' نے تو بہت ڈرایا مگر پھر یہ سوچ کر کہ کوشش میں کوئی حرج نہیں بسم اللہ پڑھ کر مقالہ لکھ ڈالا اور تقریباً تین ماہ بعد ڈاکیے نے ''رزلٹ'' کا لفافہ مجھے پکڑا کر گویا یہ کہا کہ یہ لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان۔

اور جب لفافہ چاک کر کے دیکھا تو اپنے مقدر کے ستارے کو تیسری پوزیشن پر کانسی کے میڈل اور سند امتیاز کا حقدار پایا۔ اور یہی چیز میرے ننکانہ صاحب جانے کا سبب بنی جہاں ۲۱ مئی ۹۲ء شب شنبہ کو تقریب تقسیم انعامات منعقد ہو رہی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ نہ جانے کیوں ننکانہ صاحب والوں کو میرے آنے کی امید نہیں تھی۔ سندھ اور پنجاب کے بہت سے معروف شہروں کی ''زیارت'' کرتا ہوا میں حسب وعدہ لاہور جا پہنچا مگر لاہور میں ننکانہ صاحب کے ایک ''صاحب'' حسب وعدہ موجود نہ تھے چنانچہ گرتے پڑتے خود ہی ننکانہ جا پہنچا۔

ننکانہ صاحب میں تین دنوں میں۔ میں نے کوئی پانچ سکھ دیکھے مگر اس کے باوجود ''مسلموں'' کا یہ شہر ''سکھوں'' ہی کا ہے اور یہ شہر شاید ہی مسلمان ہو سکے کیونکہ یہ سکھ مذہب کے بانی گرونانک کی جائے پیدائش و وفات ہے اور یہاں کا گوردوارہ گرو استھان تاریخی لحاظ سے دنیا بھر کے سکھوں کے لئے ایک مرجع کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن ختم نبوت کے کام کے لحاظ سے ننکانہ صاحب کا جواب نہیں۔ اس ''غیر مسلم'' شہر نام کی وجہ سے ''میں بسنے والے ''مسلم'' باسی جو وہاں کی اکثریتی آبادی ہے تحفظ ختم نبوت کے لئے جو محنت کر رہی ہے وہ نہ صرف یہ کہ پاکستان بھر بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے بلا شک و شبہ نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں نے ننکانہ صاحب کے بچے بچے کو مرزائیت کی گزشتہ ایک صدی کی سیاہ ترین تاریخ سے واقف پایا۔ میں بلا جھجک یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ دنیا بھر کے مرزائی اپنی اولادوں کو جمع کریں اور ننکانہ صاحب کے ''ابابیلوں'' سے مقابلہ کر کے دکھا دیں۔

۲۰ مئی کی شب ٹھیک ساڑھے نو بجے غلہ منڈی کی ننکانہ صاحب میں ختم نبوت کا سالانہ پروگرام شروع ہوا جس میں بنیادی چیز نیلام گھر تھا جس میں لاتعداد انعامات تھے اور لاتعداد انعامات کے اس نیلام گھر کے بے شمار سوالات مرزائیت اور سیرۃ النبی ہی سے متعلق تھے بیشتر انعامات ننکانہ کے ''ابابیلوں'' ہی نے جیتے نیلام گھر کے ساتھ ساتھ تقریروں اشعار دیوں اور تحریری مقابلے کے تقسیم انعامات کا سلسلہ بھی چلتا رہا مہمان خصوصی جناب طارق عزیز تھے جبکہ دیگر مہمانوں میں مولانا اللہ وسایا، چوہدری محمد اقبال صوبائی وزیر پنجاب اور صاحبزادہ طارق محمود۔ سابق ڈی ایس پی خان محمد اسلم خان لودھی شامل تھے لیکن بعض عوارض کی بنا پر جناب طارق عزیز نہیں آسکے اور روانی صاحب کے والہانہ نے یہ دھن سنا کر کہ بجٹ اجلاس کے سیشن کے دوران کوئی وزیر لاہور کی چار دیواری سے باہر نہ جائے جناب چوہدری محمد اقبال کے راستے مسدود کر دیئے تھے جس کی وجہ سے وہ بھی نہ آسکے۔ نیلام گھر کے پروگرام کے دوران کمپیئر جناب متین خالد صاحب نے مولانا اللہ وسایا صاحب کو دعوت خطاب دیا تو مولانا اسٹیج پر آکر خطبہ پڑھ کر تقریر سے معذرت کا اعلان کر کے واپس اپنی نشست پر چلے گئے۔ مولانا کا بعد از خطبہ معذرت کرنا غالباً اس خیال کے تحت تھا کہ نیلام گھر کے دلچسپ پروگرام کے تسلسل کے دوران تقریر کا اسپیڈ بریکر مناسب نہیں۔

مدیر لولاک صاحبزادہ طارق محمود کو دعوت خطاب دی گئی انہوں نے خطاب تو فرمایا مگر ان کا خطاب نیلام گھر کا ہی تسلسل رہا صاحبزادہ نے مائیک پر جیب سے سو روپے کا نوٹ نکال کر سوال کیا کہ یہ سو روپے کا نوٹ اسے ملے گا جو اپنی پیدائش کا منظر بیان کرے اور جس کو شعوری طور پر اپنی پیدائش کی کیفیات یاد ہوں پورے مجمع میں سے کوئی بھی نہ اٹھا حالانکہ بلا مبالغہ ہزاروں کا مجمع تھا مولانا نے کہا کیا کسی کو بھی یاد نہیں پورے مجمع نے یک زبان ہو کر کہا کہ نہیں کسی کو یاد نہیں پھر مولانا نے فرمایا دیکھو یہ مناظر کسی کو بھی یاد نہیں ہوتے اگر کوئی کہے کہ مجھے یاد ہیں میری پیدائش کی یہ یہ کیفیت تھی تو دنیا اسے پاگل کہے گی اور اگر بالفرض کسی کو یاد بھی ہو اور وہ تقریر و بیان کرتا پھرے اسے تحریروں میں ضبط کرتا رہے دنیا اسے بے حیائی اور بے غیرتی کی وہ حد کہے گی جو اسفل السافلین میں ہے لیکن

باقی صفحہ ۲۷ پر

تحریکِ ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء اور موجودہ نسل

غلام غوث مودودی شکر گڑھ

آج ہمارا معاشرہ اور خصوصاً نوجوان نسل اسلام سے دور ہوتی جا رہی ہے اور ہمارا معاشرہ دن بدن مغربی معاشرہ کی پیروی کرتا جا رہا ہے جو کہ ایک المیہ ہے۔ آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم اسلامی اقدار کو اپنائیں تاکہ ہمارا معاشرہ پھر سے اسلامی فلاحی معاشرہ بن جائے۔ آج نوجوان نسل میں حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ نوجوان نسل اسلام سے باغی ہوتی جا رہی ہے اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو وہ دن دور نہیں جب ہمارے ملک کے حالات بھی دوسرے اسلامی سوشلسٹ ممالک جیسے ہو جائیں گے۔ اگر خدا نخواستہ ایسا ہو گیا تو پھر ہمارے وجود کو بھی خطرہ لاحق ہو جائے گا کہ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی ضابطہ حیات کو اپنایا جائے۔ اسلامی قوانین کا نفاذ کیا جائے۔ آج ہم مغربی ضابطہ حیات کو اپنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں جو کہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ہماری بدقسمتی سمجھیئے کہ ہمارے علماء حضرات نے بھی معاشرہ کو سدھارنے کی کوشش نہ کی۔ اس پر مزید ستم ظریفی یہ کہ معاشرہ کو سدھارنے کی بجائے ہمارے علماء نے معاشرہ کو ٹکڑیوں میں تقسیم کر دیا۔ جس کی وجہ سے ہم تفرقہ بازی کا شکار ہو گئے۔ اس تفرقہ بازی کا فائدہ "قادیانی" بھی اٹھا رہے ہیں اور انہوں نے یہود و نصاریٰ سے مل کر ہمارے دلوں سے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کم کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ قادیانی ختم نبوت پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بھی نہیں مانتے۔ قادیانیوں کو کافر بھی قرار دیا جا چکا ہے۔ اس کے باوجود بھی یہ اپنے جھوٹے فاسق نبی کی جھوٹی نبوت کا پاکستان اور دیگر ممالک میں سرعام پرچار کر رہے ہیں جو کہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ حکمران طبقہ کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ آج ہم کو اپنے اندر جذبہ اخوت اور جذبہ ایمانی پیدا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم فتنہ قادیانیت کا بھرپور طریقہ سے مقابلہ کر سکیں۔ اور اسے نیست و نابود کر سکیں۔ پوری مسلم امہ اہل پاکستان خصوصاً نوجوان نسل سے اپیل ہے کہ اپنے اندر جذبہ حب رسول پیدا کریں جو کہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ہم یہ کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ ہمارے سامنے شان نبوت میں گستاخی کی جائے ہم عظمت مصطفیٰ ؐ پر جان نثار دینے والے ہیں اب صرف دوبارہ اس جذبہ کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ مسلم امہ اور خصوصاً نوجوان نسل کے جذبہ حب رسول ؐ کو بیدار کرنے کے لئے یہاں چند واقعات بیان کئے جا رہے ہیں جو کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کو پیش آئے تھے۔ امید ہے کہ خصوصاً نوجوان نسل ان واقعات کو پڑھ کر ناموس پر اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے ضرور تیار کریں گے کیونکہ آج کے فتنہ پرور دور میں اس کی بہت ضرورت ہے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں "برکت علی اسلامیہ ہال" میں بلائے گئے تمام مکاتب فکر کے کنونشن میں پیکر جرأت و غیرت قمر الملت خواجہ قمر الدین سیالوی ؒ نے انتہائی جذباتی انداز میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ "قادیانیوں کا مسئلہ باتوں سے حل نہیں ہو گا آپ مجھے حکم دیں میں قادیانیوں سے نپٹ لوں گا اور چند روز میں ربوہ کو صفحۂ ہستی سے مٹا دوں گا۔"

مظفر علی شمسی صاحب روایت کرتے ہیں کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک عورت اپنے بیٹے کی برات لے کر دہلی دروازہ کی جانب آ رہی تھی۔ سامنے سے تڑ تڑ کی آواز آئی۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لئے لوگ سینہ تانے جھٹ کھول کر گولیاں کھا رہے ہیں تو برات کو معطل کر کے رخصت کر دیا۔ بیٹے کو بلا کر کہا کہ بیٹا آج کے دن کے لئے میں نے تمہیں جنا تھا۔ جاؤ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان ہو کر دودھ بخشوا جاؤ۔ میں تمہاری شادی اس دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں کروں گی اور تمہاری برات میں آقائے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کو مدعو کروں گی۔ جاؤ پروانہ وار شہید ہو جاؤ تاکہ میں فخر کر سکوں کہ میں بھی شہید کی ماں ہوں۔ بیٹا ایسا سعادت مند تھا کہ تحریک میں ماں کے حکم پر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے لئے شہید ہو گیا۔ جب لاش لائی گئی تو گولی کا کوئی نشان پشت پر نہ تھا سب سینہ پر گولیاں کھائیں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک طالب علم ہاتھ میں کتابیں لئے کالج جا رہا تھا سامنے تحریک کے لوگوں پر گولیاں چل رہی تھیں۔ کتابیں رکھ کر جلوس کی طرف بڑھا کسی نے پوچھا یہ کیا۔ جواب میں کہا گیا کہ آج تک پڑھتا رہا ہوں آج عمل کرنے جا رہا ہوں۔ جاتے ہی ٹانگ پر گولی لگی گر گیا۔ پولیس والے نے اکڑ کر اٹھایا تو شیر کی طرح گرجدار آواز میں کہا کہ گولی ران پر کیوں ماری ہے۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو سینے میں ہے۔ یہاں دل پر گولی مارو تاکہ قلب و جگر کو سکون ملے۔

اسی تحریک ختم نبوت میں ایک مسلمان دیوانہ وار "ختم نبوت زندہ باد" کے لاہور کی سڑکوں پر نعرے لگا رہا تھا۔ پولیس والے نے پکڑ کر تھپڑ مارا۔ اس پر اس نے پھر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ پولیس والے بندوق کا بٹ مارا۔ اس نے پھر نعرہ لگایا۔ وہ مارتے رہے یہ نعرہ لگاتا رہا۔ اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈالا۔ زخموں سے چور چور پھر بھی ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگاتا رہا۔ اسے گاڑی سے اتارا گیا تو بھی وہ

نعرہ لگاتا رہا۔ اسے فوجی عدالت میں لایا گیا۔ اس نے عدالت میں آتے ہی ختم نبوت کا نعرہ لگایا فوجی نے کہا ایک سال سزا! اس نے سزا سن کر پھر ختم نبوت کا نعرہ لگایا۔ اس نے سزا دو سال کر دی، اس نے پھر نعرہ لگایا غرضیکہ فوجی سزا بڑھاتا رہا اور یہ مسلمان نعرہ ختم نبوت بلند کرتا رہا۔ فوجی عدالت جب بیس سال پر پہنچی دیکھا کہ بیس سال کی سزا سن کر بھی نعرہ سے باز نہیں آ رہا ہے تو فوجی عدالت نے کہا کہ باہر لے جا کر گولی مار دو اس نے گولی کا نام سن کر دیوانہ وار رقص شروع کر دیا اور ساتھ ہی ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف ترانہ سے ایمان پرور وجد آفریں کیفیت طاری کر دی۔ یہ حالت دیکھ کر عدالت نے کہا کہ رہا کر دو یہ دیوانہ ہے۔ اس نے رہائی کا حکم سن کر پھر نعرہ لگایا ”ختم نبوت زندہ باد“

آغا شورش کاشمیری کا فرمان ہے ”ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس نے خود راقم سے بیان کیا تھا کہ ہر روز کے مظاہرات کو سمیٹنے کے لئے تشدد کی نیو اٹھا کر تحریک کو ختم کیا گیا چنانچہ حکام نے اپنے سفید پوش اہلکاروں کی معرفت پولیس پر پتھراؤ کرایا۔ اس طرح پر فائرنگ کی بنیاد رکھی گئی۔ بعض منچلے قادیانی اپنی جیبوں میں ریوالور کر مسلمانوں پر گولیاں داغتے اور انہیں شہید کرتے رہے۔ راقم نے لاہور میں چیمبرلین ہوم مال روڈ پر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ۱۵ سے ۲۲ سال کی عمر کے نوجوانوں کا ایک مختصر جلوس کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جا رہا تھا۔ وہ ایک بے ضمیر سپرنٹنڈنٹ پولیس ڈی سی آئی ملک حبیب اللہ کے حکم پر کسی وارننگ کے بغیر فائرنگ کا ہدف بنا۔ آٹھ دس نوجوان شہید ہو گئے۔ ان کی لاشوں کو ملک صاحب نے اپنے ماتحتوں سے ٹرکوں میں اسطرح پھنکوایا جس طرح جانور شکار کئے جاتے ہیں۔ یہ منظر انتہائی دردناک تھا۔

لاہور میں ایک قادیانی افسر نے گولیوں کی بوچھاڑ کی لیکن گولی کھانے والوں نے انتہائی استقامت اور کردار کی پختگی کا ثبوت دیا۔ ایک نوجوان ملٹری ہسپتال میں زخموں سے چور چور بے ہوش پڑا تھا۔ جب اسے قدرے ہوش آیا تو اس نے پہلا سوال سرجن سے یہ کیا کہ میرے چہرے پر کسی خوف یا اضمحلال کے نشان تو نہیں ہیں جب اسے کہا گیا کہ نہیں تو اس کا چہرہ نور مسرت سے تمتما اٹھا۔ جن لوگوں کو علماء سمیت گرفتار کر کے لاہور کے شاہی قلعہ میں تفتیش کے لئے رکھا گیا ان کے ساتھ پولیس نے اخلاق باختگی کا سلوک کیا۔ ایک انتہائی ذلیل ڈی ایس پی کو ان پر مامور کیا۔ وہ علماء کو اس قدر فحش و فاحش گالیاں دیتا اور عریاں فقرے کہتا کہ

”خود خوف خدا گھبرا رہا تھا“

تحریک ختم نبوت ۵۳ء میں دہلی دروازہ لاہور کے باہر صبح سے عصر تک جلوس نکلتے رہے۔ لوگ دیوانہ وار سینوں پر گولیاں کھا کر آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر جان قربان کرتے رہے۔ عصر کے بعد جب جلوس نکلنا بند ہو گئے تو ایک اسی سالہ بوڑھا اپنے معصوم پانچ سالہ بچے کو کاندھے پر اٹھا کر لایا۔ باپ نے ختم نبوت کا نعرہ لگایا معصوم بچے نے جو باپ سے سبق پڑھا تھا اس کے مطابق زندہ باد کہا۔ دو گولیاں آئیں، اسی سالہ بوڑھے باپ اور پانچ سالہ معصوم بچے کے سینہ سے سائیں کر کے گزر گئیں دونوں شہید ہو گئے مگر تاریخ میں ایک سنہ باب کا اضافہ کر گئے کہ اگر آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر مشکل وقت آئے تو مسلمان قوم کے اسی سالہ بوڑھے خمیدہ سے لے کر پانچ سالہ معصوم بچے تک سب جان دے کر اپنے پیارے آقا کی عزت و ناموس کا تحفظ کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اسی تحریک میں کرفیو لگ گیا۔ اذان کے وقت ایک مسلمان کرفیو کی خلاف ورزی کر کے آگے بڑھا مسجد میں پہنچ کر اذان دی۔ ابھی اللہ اکبر کہہ پایا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ دوسرا مسلمان آگے بڑھا اس نے ”اشہد ان لا الہ الا اللہ“ کہا تھا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ تیسرا مسلمان آگے بڑھا ان کی لاشوں پر کھڑا ہو کر ”اشہد ان محمد رسول اللہ“ کہا کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ چوتھا آدمی بڑھا تینوں کی لاشوں پر کھڑا ہو کر کہا ”حی علی الصلوٰۃ“ کہ گولی لگی ڈھیر ہو گیا۔ پانچواں مسلمان بڑھا غرضیکہ باری باری نو مسلمان شہید ہو گئے مگر اذان پوری کر کے چھوڑی۔

”خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را“

مولانا خلیل احمد قادری مجاہد اسلام مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کے فرزند ارجمند ہیں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے جو مجاہدانہ کردار ادا کیا اس سے مجاہدین جنگ یمامہ کی یاد تازہ ہو گئی۔ وفائے محبوب ﷺ کے جرم میں آپ کو سزائے موت کی گئی جب یہ خبر آپ کے والد گرامی تک پہنچی جو کراچی جیل میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دیگر علماء کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے تو بہادر بیٹے کے بہادر باپ نے فوراً سجدے میں سر رکھ کر فرمایا ”میرے اللہ! ناموس رسالت ﷺ پر ایک خلیل تو کیا میرے ہزار لعل فرزند بھی ہوں تو اسوۂ شبیری پر عمل کرتے ہوئے سب کو قربان کر دوں“

مولانا خلیل احمد فرماتے ہیں کہ دوران قید جیل کی کوٹھڑی میں میرے سامنے زہریلا سانپ چھوڑ دیا گیا نماز پڑھنے سے روکا گیا، سارا سارا دن کھڑا رکھا گیا۔ کئی کئی دن کھانا نہ دیا گیا۔ دوران تفتیش گالیوں سے نوازا گیا۔ بھوک اور پیاس کی شدت سے میرے سینے سے درد اٹھتا۔ اس لمحہ خیال آیا کہ میاں بھوکا مر رہا ہوں گھر میں ہوتا تو اپنی پسند کے کھانے کھاتا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے ضمیر نے ملامت کی اور صحابہ کرام کی قربانیوں کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ میں نے سر بسجود ہو کر توبہ کی لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ اندھیرے میں ایک ہاتھ آگے بڑھا اور آواز آئی ”شاہ جی یہ لے لو“ ایک لفافہ مجھے دیا گیا جس میں کچھ پھل اور مٹھائی تھی۔ میں حیران رہ گیا کہ اتنے سخت پہروں کے باوجود یہ سب کچھ مجھ تک کیسے پہنچ گیا لیکن میرے دل کو یقین ہو گیا کہ یہ غیبی دعوت جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ملی ہے۔ وہ پھل اور مٹھائی تین روز تک استعمال کرتا رہا۔

معروف احراری لیڈر اور مجاہد ختم نبوت مظفر علی

باقی صفحہ ۲۶ پر

جناب میاں محمد نواز شریف صاحب وزیرِ اعظم پاکستان سے

دردمندانہ اپیل

- قادیانی آئین وقانون سے بغاوت کرکے خود کو مسلمان ظاہر کر رہے ہیں۔
- مبینہ طور پر الجزائر، ترکی، جاپان، رومانیہ میں آپکے دورِ اقتدار میں قادیانی سفیر براجمان ہیں۔
- یونیسکو میں ڈپٹی سیکرٹری قادیانی متعین کیا گیا۔
- آپ نے اپنے حالیہ دورہ (جون ۹۲ء) میں لندن جاکر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی عیادت کی۔ یہ وہ کمبخت ہے جس نے ۷۴ء میں قادیانی غیر مسلم اقلیت کی قرارداد کے پاس ہونے پر پاکستان کی سرزمین کو لعنتی قرار دے کر پاکستان کی ملازمت و رہائش ختم کر دی تھی۔ ایسے باغی سے آپ کا ملنا اسلامیانِ عالم سے ناروا زیادتی ہے۔
- فوج کے ایک آفیسر نصیر قادیانی کو آپکے دور میں ترقی سے نوازا گیا اور آگے پوری فوج پر چھا جانے کیلئے قادیانی راستہ کھل گیا
- شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کے حق میں چاروں صوبائی حکومتوں کی رپورٹیں آچکی ہیں۔
- اسلامی نظریاتی کونسل اپنی مطبوعہ سالانہ رپورٹ برائے ۷۸ - ۱۹۷۷ء کے صفحہ ۱۵۳ پر سفارش ۲۴ میں شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کی سفارش کر چکی ہے۔
- وفاقی وزارت مذہبی امور نے سپیشل پیغام تحریری نمبری ۳۸. اے. ڈی. جے ۹۲ء میں اسکے حق میں زوردار رپورٹ سفارش کی ہے۔
- وفاقی وزارتِ داخلہ اور وزارتِ قانون نے مذہب کے خانے کے اضافے کی تجویز پاس کی۔
- قومی و دینی رہنماؤں نے آپ سے اور صدرِ مملکت سے بالمشافہ اس کا مطالبہ کیا۔ اخبارات گواہ ہیں کہ صدرِ مملکت نے واضح یقین دہانیاں اور صریح وعدے فرمائے۔
- تمام مکاتبِ فکر کی دینی جماعتوں کا یہ ایک متفقہ مطالبہ ہے۔
- اسلام کے نام پر برسرِ اقتدار آنے والی حکومت مذہب کے نفاذ کے وعدے کا ایفا تو در کنار صرف لفظ "مذہب" شناختی کارڈ میں درج کرنے سے گریزاں ہے۔

آخر کیوں؟

حق تعالیٰ آپ کو اُمتِ مسلمہ کے جذبات کے احترام کی توفیق بخشیں۔ آمین

آل پارٹیز مرکزی مجلسِ عمل تحفظ ختمِ نبوت پاکستان

چلتے چلتے

پیشکش
حافظ محمد حنیف ندیم

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزباں ہے
جس دل میں ہے نجاست بیت الخلا وہی ہے

خدا کی زمین پر بدترین مخلوق بھی اور بیت الخلا بھی

آنجہانی مرزا قادیانی جہنم مکانی

قسط نمبر ا

اپنے مذکورہ شعر کی نظر میں

راقم نے ذیل کے مضمون میں جس قادیانی کے خطوط کا جواب دیا ہے قبل ازیں بھی اس کے خطوط کا تفصیل سے جواب دیا تھا جس کا جواب دینے کی اس میں ہمت نہ ہوئی یہ خط لکھنے والا از قسم مربی یا ٹیچر معلوم ہوتا ہے اس نے میرے پہلے جوابی مضمون کو پڑھ کر خط لکھ دیا کہ میں آپ کے نام آئندہ خط نہیں لکھوں گا۔ ذیل کا مضمون اس کے پہلے خطوط کے جواب میں لکھا گیا ہے علاوہ ازیں اس مضمون میں ایک دوسرے مرزائی کے مضمون کا جواب بھی دیا گیا جس نے لاہور سے شائع ہونے والے رسالے میں ایک مضمون لکھا ہے چونکہ یہ انتہائی جلدی میں لکھا ہے اس لئے اس کا عنوان "چلتے چلتے" تحریر کیا ہے۔ امید ہے قارئین اس سے ضرور محظوظ ہوں گے اور شاید اللہ تعالےٰ اس مضمون کو قادیانی مذکور کی ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔

محمد حنیف ندیم

ہمیں اسی مرزائی نے ایک خط لکھا ہے جس کے خطوط کا ہم پہلے جواب لکھ چکے ہیں لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ عموماً بے سروپا خطوط لکھتا ہی رہتا ہے لیکن جرأت اور بہادری کے نقصان کی وجہ سے اپنا نام اور پتہ نہیں لکھتا کہ کہیں ہم اس پر کیس نہ کر دیں۔ حالانکہ اگر وہ ایسے الفاظ خط میں استعمال نہ کرے جو قانون کی زد میں آتے ہوں اور محض سوالات پر ہی اکتفا کرے تو ہمیں اس کے خط بھیجنے یا سوالات کرنے پر کوئی اعتراض نہیں اور نہ آئندہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بزدلی سے پناہ مانگی ہے ایک مومن کی شان بھی یہی ہونی چاہئے کہ وہ بزدلی نہ دکھائے اور بہادری کا مظاہرہ کرے۔ کافر ہو یا مشرک، مرتد ہو یا زندیق یہ سب بزدل ہوتے ہیں اس لئے مرزائی قادیانی بھی اپنے کفر، ارتداد اور زندیقیت کی وجہ سے بزدل ہیں اس لئے مرزائی مذکور نام و پتہ نہیں لکھتا۔

(۱) بہرحال اس مرزائی نے جو خط لکھا ہے اس میں پہلی بات یہ لکھی ہے کہ میں صبح کے وقت ریڈیو پاکستان لاہور سے قرآن مجید کی تلاوت اور ترجمہ سن رہا تھا جب میں نے سنا کہ جو شخص حضرت جبرائیل علیہ السلام کا دشمن ہو تو اللہ بھی ایسے شخص کا دشمن ہے۔ تو معاً مجھے آپ کا خیال آیا آپ بھی جبرائیل علیہ السلام کے نزول کے دشمن ہیں اس لحاظ سے بھی آپ کو یہود سے مشابہت و مماثلت ہو گئی وہ بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دشمن ہیں اور آپ بھی۔

(۱) یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ اب قیامت تک نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے یہ ایک اجماعی مسئلہ ہے جس پر پوری امت چودہ سو سال سے بھی زائد عرصہ سے متفق و متحد چلی آ رہی ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہوتا تو قرآن پاک اور احادیث نبوی میں کہیں بھی اشارتاً اس کا ذکر ضرور ہوتا کہ نبوت جاری ہے اس کے باوجود قرآن پاک اور احادیث نبویؐ میں بصراحت یہ مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپؐ پر نبوت کی نعمت تمام ہو چکی ہے اب جو شخص بھی یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں وہ شخص کافر مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج اور اول درجہ کا جھوٹا ہے آنحضرتؐ نے بھی اسے جھوٹا کہا ہے جیسا کہ حدیث ثلثون کذابون سے ظاہر ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام پر دشمنی کا الزام ان لوگوں پر لگ سکتا ہے یا لگنا چاہئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ قرآن پاک اور احادیث نبویؐ کا صریح انکار کرتے ہیں۔ اگر قادیانی مذکور کے دعوے میں تھوڑی سی بھی صداقت ہوتی تو وہ اپنی دلیل کے ثبوت میں کوئی واضح قرآنی آیت یا کوئی حدیث پیش کرتا لیکن چونکہ مذکورہ مرزائی دلائل سے تہی دامن ہے اس لئے وہ

اس سے قاصر رہا۔

جہاں تک فرشتوں کے نزول کا تعلق ہے تو ہر مسلمان فرشتوں کے نزول کا قائل ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کو لے لیجئے وہاں صبح اور شام ستر ستر ہزار فرشتے درود وسلام پڑھنے کیلئے نازل ہوتے ہیں ایک مرتبہ فرشتوں کی جس جماعت کا نمبر آجاتا ہے اس کا دوبارہ نمبر نہیں آتا۔ اسی طرح فرشتوں کی جماعت پوری زمین میں پھیل جاتی ہے جو یہ دیکھتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کونسا امتی درود وسلام پڑھ رہا ہے پھر وہ جماعت درود وسلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتی ہے اور حضورؐ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ زمین پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے لیکن پیرایۂ وحی حضرت جبریل علیہ السلام کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بند ہو چکا ہے یہ بات ہم ہی نہیں کہتے مرزائی مذکور کے نبی مرزائے قادیانی نے بھی لکھی ہے وہ کہتا ہے:۔

”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر وحی رسالت نہ ہو“ (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

”حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرائیل کے ذریعے سے حاصل کیے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی“ (ازالہ اوہام ص ۵۳۴)

جب حضرت جبرائیل کا نزول بہ پیرایۂ وحی بند تھا (اور یقیناً بند تھا اور ہے) تو کیا اس وقت مرزا قادیانی حضرت جبرائیل علیہ السلام کا دشمن تھا یا نہیں اور ایسے یہود سے مماثلت ومشابہت تھی یا نہیں؟ اور جو یہود کے مماثل ومشابہ ہو وہ نبی کیسے ہو سکتا ہے؟

یہ الزام جو مرزائی مذکور نے ہم پر لگایا ہے صرف ہم پر ہی نہیں لگتا بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر بھی لگتا ہے اس لئے کہ آپؐ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے انا خاتم النبیین لا نبی بعدی میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فرمایئے! حضورؐ تو ختم نبوت کا اعلان فرمائیں اور اس کی وضاحت لا نبی بعدی سے کریں تو کیا حضورؐ بھی معاذ اللہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دشمن تھے؟ جبکہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میرے دو وزیر زمین پر ہیں یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ اور دو آسمان پر یعنی حضرت جبرائیل اور میکائیل .... ہر مسلمان کا حضورؐ کے اس فرمان پر ایمان ہے اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضورؐ تو حضرت جبرائیل کو اپنا وزیر قرار دیں اور ہم ان کے ساتھ دشمنی کریں؟

یہ مرزائی کے پیٹ میں مروڑ اس لئے اٹھی ہے کہ مسلمان مرزا قادیانی کو نبی کیوں نہیں مانتے اور اجرائے نبوت کے کیوں قائل نہیں۔ بھلا مسلمان مرزا قادیانی کو نبی کیسے مان سکتے ہیں جبکہ حضورؐ نے اسے تیس۳۰ دجالوں میں سے ایک دجال قرار دیا ہے اور ان تیس دجالوں کی نشانی یہ بتائی ہے کہ ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ایک اور حدیث میں یہ فرما کر کہ انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (میں انبیاء کا آخری ہوں اور تم آخری امت) اجرائے نبوت کے عقیدے پر ضرب کاری لگائی۔

مرزا قادیانی اور یہودی

مرزائی مذکور نے عقیدۂ ختم نبوت رکھنے کی وجہ سے ہمیں یہودی سے مشابہ کہا ہے حالانکہ قادیانی اور مرزائی تو خود یہودی ہیں کیونکہ مرزا قادیانی نے خود یہ لکھا ہے کہ میں نصف اسرائیلی ہوں یعنی آدھا یہودی ہوں یہودیوں سے اسی نسبی تعلق کی وجہ سے آج اسرائیل میں قادیانی جماعت موجود ہے۔ قادیانی مبلغ موجود ہیں۔ اسرائیلی حکومت سے ان کے خصوصی مراسم اور تعلقات ہیں۔ وہ یہودی فوج میں بھرتی ہیں اور جب بھی عربوں اور اسرائیل میں جھڑپ ہوتی ہے تو وہ عرب مسلمانوں پر گولیاں چلا کر انہیں شہید اور زخمی کرتے ہیں۔ مرزائی مذکور ہی بتائے کہ مرزا قادیانی اور اس کے چیلے پیروکار یہودی ہوئے یا نہیں؟

ے الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

نقل کفر کفر نباشد

مرزائی مذکور نے لکھا ہے کہ شمارہ نمبر ۴۵ میں آپ نے تعارف کے مستقل عنوان سے مرزا قادیانی کے اپنے مخالفین کے متعلق سخت الفاظ درج کئے ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے علماء سوء کے بارے میں جو الفاظ استعمال فرمائے وہ بھی کچھ کم وزنی نہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جوامع الکلم عطا کئے گئے تھے اس لئے صرف علماء ھم شر من تحت ادیم السماء فرما کر ساری حقیقت الم نشرح فرما دی۔ آپ غور فرمائیں کہ جو شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی ظل اور بروز ہو گا وہ شر من تحت ادیم السماء کی تشریح اور تفسیر ہی کرے گا آسمان کے نیچے یہ تمام مخلوق موجود ہے جس کی تفصیل آپ نے درج فرمائی ہے بہت سے الفاظ لکھے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب سے برا علماء سوء کو قرار دے کر کوزے میں سمندر کو بند فرما دیا ہے یہاں تک مرزائی مذکور کے الفاظ یا ان کا خلاصہ ہے۔

ایک رسالہ ہفت روزہ بھارت لاہور سے شائع ہوتا ہے اس نے علماء کے خلاف ایک انعامی مضمون شائع کیا اس میں مضمون نگار نے لکھا:۔

”مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں علماء حق کو بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند قرار دیا وہاں علماء سوء کو فتنہ کی جڑ اور آسمان کے نیچے بدترین مخلوق کا خطاب بھی دیا ہے۔“ (بھارت ۷ مارچ تا ۱۴ مارچ ۹۲ء)

خط نگار اور مضمون نگار نے چونکہ ایک ہی جیسی باتیں لکھی ہیں اس لئے مناسب سمجھا کہ ان دونوں پر ہی اظہار خیال کیا جائے خط نگار مرزائی نے تو بے حیائی اور بے شرمی کی حد کر دی آپ اسے بار بار پڑھیں کم از کم ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مرزائی مذکور صفائی تو پیش کر رہا ہے مرزا قادیانی کی اور لپیٹ میں لے رہا ہے سرکار دوعالم تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو .... اور وہ اس طرح کہ مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین کے بارے میں جو سخت الفاظ استعمال کیے وہ چونکہ حضورؐ نے ارشاد فرمائے اس لئے ان کی تشریح وتفسیر کا حق مرزا قادیانی کو ہے اس

لئے گروہ آنحضرت کا حقیقی ظل اور بروز ہے۔ خط نگار کی پوری عبارت کا خلاصہ یہ نکلا کہ مرزا قادیانی نے اگر کسی کو گالیاں دی ہیں اور کسی کے خلاف بدزبانی کی ہے تو اس نے وہ سخت زبان حضورؐ کے ارشاد کے مطابق استعمال کی ہے نعوذ باللہ۔

مرزا قادیانی کی گالیوں اور بدزبانیوں پر ایک نظر۔

مرزا قادیانی نے جو گالیاں دی ہیں وہ کسی خاص مکتب فکر کے علماء کو نہیں بلکہ سب کو ہی دی ہیں اور نہ صرف علماء کو دی ہیں بلکہ تمام مسلمانوں کو بھی دی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب علماء سوء (یہ بات ہم بعد میں بتائیں گے کہ علماء سوء کون ہیں) کے بارے میں جو روایت نقل کی ہے اس میں صرف "شر" کے الفاظ ہیں جس کا ترجمہ خط نگار اور مضمون نگار دونوں نے بدترین مخلوق کیا ہے اور بقول خط نگار کے مرزا قادیانی چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی ظل اور بروز تھا اس لئے اسے ہی روایت کی تشریح و تفسیر کا اختیار دیا گیا ہے لیکن ہمیں دونوں مرزائی حضرات یہ بتائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ زبان بھی استعمال کی تھی جو ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں اور کیا یہ کسی شریف انسان کی زبان ہو سکتی ہے!

(۱) بدبخت مفتریو......... نہ معلوم یہ وحشی فرقہ شرم و حیا سے کیوں کام نہیں لیتا۔ مخالف مولویوں کا منہ کالا۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۸)

(۲) اے بدذات فرقہ مولویاں۔
(ایضاً حاشیہ صفحہ ۲۱)

(۳) نالائق مولوی، نفاق زدہ یہودی سیرت۔
(ایضاً حاشیہ صفحہ ۲۴)

(۴) بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ دنیا میں سب جانوروں میں سب سے زیادہ پلید خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں۔ اے مردار خور مولویو! اور گندی روحو!
(ضمیمہ ایضاً صفحہ ۲۱)

(۵) ایک چشم مولوی۔ (ضمیمہ ایضاً صفحہ ۲۴)

(۶) بعض مولوی دنیا کے کتے۔ (استفتاء صفحہ ۲)

(۷) کم بخت متعصب۔ (صفحہ ۶)

(۸) پلید طبع۔ (۴۶)

(۹) یہودی صفت۔ (ص ۴ سراج منیر)
(اشتہار انعامی تین ہزار ص ۸)

ہم نے انتہائی اختصار کے ساتھ مرزا قادیانی کی ان گالیوں اور بدزبانیوں کا ذکر کیا ہے جو اس نے صرف علماء کو دی ہیں۔

اب آئیے! مرزا کی ان بدزبانیوں کی طرف جو اس نے عام اہل اسلام کو دی ہیں مرزا قادیانی عامۃ المسلمین اور دوسرے مخالفین کے بارے میں لکھتا ہے:۔

(۱) کوئی نرا بے حیا نہ ہو تو اس کے لئے چارہ نہیں کہ میرے دعوی کو اس طرح مان لے جیسا اس نے آنحضرتؐ کی نبوت کو مان لیا ہے۔
(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۸)

(۲) نادان بدبخت شقی۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۷)

(۳) ظالم طبع مخالفوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی۔
(نزول المسیح صفحہ ۱۸)

(۴) بعض ڈوموں کی طرح۔
(تبلیغ رسالت ج نمبر ۱ صفحہ ۳۰)

(۵) بعض کتوں کی طرح۔ بعض بھیڑیوں کی طرح۔ بعض سوروں کی طرح۔ بعض سانپوں کی طرح ڈنگ مارتے ہیں۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۵)

(۶) اے بے حیا قوم۔ (سراج منیر صفحہ ۷)

(۷) خبیث طبع لوگ۔ (ایضاً صفحہ ۶)

(۸) اے نادانو! عقل کے اندھو!
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۶)

(۹) ان العدا صاروا خنازیر الفلا ونساءھم من دونھن الاکلب۔ (نجم الہدیٰ ص ۱۰)
ترجمہ: "میرے دشمن جنگلوں کے سور اور انکی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں"

(۱۰) کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا۔
ترجمہ: تمام مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری (جھوٹی نبوت کی) تصدیق کی ہے مگر کنجریوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔
(آئینہ کمالات صفحہ ۵۴۷ طبع اول)

آخری حوالے سے متعلق ایک ... اشکال ....

مرزائی عموماً یہ کہتے ہیں کہ بغایا کا معنی کنجریوں کی اولاد نہیں ہے لیجئے ہم ان کا منہ بند کرنے کے لئے مرزا قادیانی کی ایک عبارت اور اس کا اردو ترجمہ نقل کرتے ہیں:۔

والضحك والقهقهة بأبداء النواجذ و الثنايا۔ والشوق الى رقص البغايا و بوسهن وعناقهن۔

ترجمہ: اور ہنسی اور قہقہہ مار کر ہنسنا پچھلے دانتوں کے نکالنے سے اور اگلے دانتوں کے نکالنے اور شوق کرنا بازاری عورتوں کے رقص کی طرف اور ان کا بوسہ لینا اور گلے لینا۔
(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷ مطبوعہ ۱۳۱۹ھ)

اس میں بغایا کا معنی خود مرزا قادیانی نے بازاری عورتیں کیا ہے۔

مرزا قادیانی کی مذکورہ گالیاں اور بدزبانیاں ہم نے با حوالہ نقل کی ہیں۔ اب ہم حروف تہجی کے حساب سے مرزا قادیانی کی "شریفانہ زبان" کا ایک نمونہ پیش کرتے ہیں یہ بھی مرزا قادیانی کی کتابوں سے ہی جمع کی گئی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

الف

اے زود رنج، ان حاسد مولویوں، اے بدقسمت بدگمانو! اے مردار خور مولویو، اندھیرے کے کیڑو، اندھے مولوی، اے اندھو، اے بدذات، اے خبیث، اے پلید دجال، ان احمقوں، اے نادانوں، آنکھوں کے اندھو، اسلام کے عار مولویو، احمق، اے نابکار، او دیرینہ مخالف مولویو، اے بدذات فرقہ مولویاں، اعداء الاعداء، امام المتکبرین، اجلی، اخوی، النعام، استخواں فروش، اے بدبخت قوم، اے سست ایمانو، الو، ایہا الغوی، ایمان و دیانت سے عاری، اس فرومایہ، اے دیو، ان شریروں! آگ کے لادو ٹٹوؤں، اے دروغ گو، ایہا الجہول، ابلہ،

اے مردار، اے احمق، اسلام کے دشمنو، ابولہب، اے شریر مولویو، اسلام کے عار، امام الفتن، اول درجہ کا متکبر، انسانوں سے بدتر اور پلید تر، اسلام کے دشمن، اسلام کے بدنام کرنے والے، اے بدبخت مفتریو، اے ظالم مولویو، ایہا المکذبون الغالون، اے شیخ احمقان، ایہا الشیخ الضال، اے بدبخت انسان، اول درجہ کے کاذب، اے اس زمانہ کے ننگ اسلام مولویو، اے کوتہ نظر مولوی، اے نفسانی مولویو، اے خشک مولویو، اے اندھے، اے دیوانہ، اے دروغ آراستہ کرنے والے، اے غبی، اے مسکین انسانیت کے پیرایہ سے بے بہرہ اور برہنہ، اغوا کرنے والے محمد حسین، اکڑباز اے بے ایمانو،

- پ ۔ ب -

پلید ملاؤں، پلید طبع مولوی، بداخلاق اور بدظنی میں غرق ہونے والو، بدقسمت بدگمانو، بدتر، پلید تر، پلید جاہلو! پلید دل مولوی، بے ایمانی بددیانتی، بدبخت مولویو! بے وقوف اندھے، بے ایمان، بد ذات، پلید دجال، بے نصیب، بدگوہر، بے وقوفو! بندرو! باطل پرست بٹالوی، بطال، بدذات مولوی، بے ہودہ، بدقسمت انسان، پلید آدمی، بیچارہ، بدقسمت ایڈیٹر، بے حیاء، پاگل، پُر بدعت، زاہد و بدمعاش، بدگو، بدکار آدمی، برہنہ، بھیڑیے، پلنگ، بچھو، بے شرم، بالکل جاہل، بالکل بے بہرہ، پلیدو! بے باک، پلید فطرت، بداطوار، بخیل، بدخلق، بے ایمانو، بے غیر تو! بخیل طبع مولویو! بدبخت، بڑا خبیث، بخیلو! بدبخت جھوٹو! بے راہ، بے خوف،

- ت -

تقویٰ سے سخت بے بہرہ، تجھ سا زیادہ بدبخت کون، تو صبح کو اُلو کی طرح اندھا ہو جاتا ہے، تو ملعون، تجھ پر ویل، تکبر کا کیڑا، تمہاری ایسی تیسی ہے، تکفیر کا بانی، تقویٰ و دیانت سے دور، تزویر و تلبیس،

- ث -

ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے ذرہ مس نہیں۔
ثناء اللہ تجھے جھوٹ کا دودھ پلایا گیا ہے۔

- ج ۔ چ -

جاہل مولویوں۔ چارپائے ہیں نہ آدمی۔ جاہل سجادہ نشین۔ جہلا۔ جھوٹے۔ جنگل کے وحشی۔ جھوٹا۔ جاہل۔ جارغوی۔ جاہلین۔ جانور۔ جاہل مخالف۔ جنگلوں کے غول۔ چارپایوں۔ چالباز۔ جلد باز مولویوں۔ جھوٹی جنگجو۔ چوروں۔ جاہل اخبار نویس۔ چالاک حاسدوں۔ جھوٹ کا گوہ کھایا۔ جاہلوں۔ جھوٹ بولنے کا سرغنہ۔

- ح -

حاسد مولویوں۔ حرامی۔ حرامزادہ۔ حرامی لڑکے۔ حق پوش۔ حیوانات۔ حاسدوں۔ حریص۔ حرص کے جنگل کے شیطان۔ حرص کی وجہ سے مکار۔ حلال زادہ نہیں۔ حاطب اللیل۔ حق کے مخالف۔

- خ -

خبیث طبع مولوی۔ خنزیر سے زیادہ پلید۔ خبیث طبع۔ خالی گدھے۔ خشک زاہدو۔ خشک ملاؤں۔ خبیث نفس۔ خون پسند۔ خیانت پیشہ۔ خبیث طینت۔ خبیث فرقہ۔ خناسوں۔ خسیس ابن خسیس۔ خراب عورتوں کی نسل۔ خبیث النفس۔ خود غرض مولویوں۔ خبیث القلب۔ خشک دماغ۔ خدا کا ان مولویوں پر غضب ہوگا۔ خسر الدنیا والآخرۃ۔ خبیث فطرت۔ خشک معلم۔

- د ۔ ذ -

ذلیل ملاؤں۔ دل کے مجذوم۔ دشمن۔ دجال۔ دشمن اللہ و رسول۔ ذلت کے سیاہ داغ۔ دیانت و دین سے دور۔ دشمن عقل و دانش۔ دجال۔ دشمن دین مولوی۔ دروغ گو۔ دیوانہ۔ دنیا کے کیڑے۔ دلوں کے اندھو۔ دروغ گو مخبر۔ دورنگی اختیار کرنے والا۔ دیو۔ درندوں۔ دابۃ الارض۔ ذئاب۔ دنیا کے کتے۔ دشمن حق۔ ذریت شیطان۔ دجال اکبر۔ دشنام دہ۔ دل کے اندھے۔ دجال کے ہمراہیو۔ دیوثوں۔ دنیا پرست مولوی۔ دین فروش۔ دیوانہ درندوں۔ ذلت کی روسیاہی کے اندر غرق۔ درندہ طبع۔ دجال فریب۔ دروغ آراستہ کرنے والا۔ دل کے اندھے۔ دجال کمینہ۔

- ر ۔ ز -

زاژخا۔ زیادہ پلید۔ رئیس الدجالین۔ رئیس المعتدین۔ رأس الغاوین۔ رئیس المتصلفین۔ رنڈیوں کی اولاد۔ رئیس المتکبرین۔ زود دروغ۔ زمانہ کے ظالم مولوی۔ زمانہ کے بدذات مولوی۔ رسول اللہ کے دشمن۔ زمانہ کے ننگ اسلام مولویو۔ زیادہ بدبخت۔ روحانیت سے بے بہرہ۔

- س ۔ ش -

شیطان۔ شتر مرغ۔ شیاطین الانس۔ سوروں۔ سیاہ داغ۔ شریر مولوی۔ سیاہ دل۔ شیخ نجدی۔ سگان قبیلہ۔ شیخ احمقان۔ شیخ الضال۔ سلطان المتکبرین۔ شیطان۔ شقی۔ سفہاء۔ شغال۔ شیطنت کی بدبو۔ سفلہ پن۔ شیخ نامۂ سیاہ۔ سفیہوں کا نطفہ۔ شریر۔ سخت دل ظالم۔ سادہ لوح۔ سانپوں۔ سفل مخلوقات۔ سخت جاہل۔ سخت نادان۔ سخت نالائق۔ شیخ مضل۔ شیخ مزوّر۔ شیخی باز۔ سفلہ دشمن۔ شریروں۔ سفلہ دشمنوں۔ شریر بھیڑیئے۔ سفیہ۔ شرابیوں۔ سخت دل مولویو۔ شیخ چلی کے بڑے بھائی۔ شریر مولویو۔ سخت ذلیل۔ شیخ ضال بطالوی۔ سخت دروغ گو۔ سست ایمانو۔ شیخ الضلالہ۔ شیخ چالباز۔ سواد الوجہ فی الدارین۔ سڑے گلے مُردہ۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ تعریف کی جارہی ہے معاذاللہ) سخت بدذات۔ سخت بے باک۔ سودائی۔ شیاطین۔ سخت دل قوم۔ شریر النفس۔

- ص ۔ ض -

ضال بطالوی۔ ضال۔ ضلالت پیشہ۔ صریح بے ایمانی۔

- ط ۔ ظ -

ظالم طبع۔ ظالم مولوی۔ ظالم مولویو۔ ظالم معترض۔ ظالموں۔ طوائف۔ ظالم طبع ملعون۔

- ع ۔ غ -

علیہم نعال۔ لعن اللہ الف الف مرۃ۔ عبدالشیطن۔ غالون۔ غوی فی البطالیہ۔ غاوین۔ غول۔ عجماء۔ غبی۔ عجب نادان۔ عجیب بے حیا۔ غدار زمانہ۔ عورتوں کے عاشق۔ غول البراری۔ عدو اللہ۔ غزنی کے ناپاک سکھو۔ عبدالحق کا منہ کالا۔ غزنویوں کی جماعت پر لعنت۔ عوام۔ علم اور

باقی صفحہ ۲۴ پر

قسط نمبر ۱

مسئلہ کشمیر اور فتنہ قادیانیت

طاہر رزاق، لاہور

طلسماتی سپیدۂ سحر، متبسم صبحیں، چمکتی چاندنی بکھیرتی دودھیا سرمئی شامیں، چاندنی راتیں، گل پوش وادیاں، فلک کا ماتھا چومتے پہاڑ، دل نواز آبشاریں، ہاہو نواز چمنستان، کیف پرور مرغزار، سبزے کی مخملی چادریں، پھلوں سے لدے باغات، مہکتی ہوائیں، روح پرور فضائیں، دراز قامت محبوب کی طرح مستی میں کھڑے سرو کے درخت، قطار در قطار سینہ تان کر کھڑے چناروں کی دلربائی و زیبائی، موسم سرما کی خنک ہوائیں اور برف باری کی سحر انگیزی، مچل مچل کر بہتے شیریں چشمے، مست خرام ندیاں، شیروں کی طرح دھاڑتے بلندیوں سے گرتے آبشار، چیختے چنگھاڑتے پتھروں کو لڑھکاتے گھماتے تند و تیز اور اکھڑ پہاڑی دریا، شرماتی شرماتی مسکراتی کلیاں، شوخ و شنگ شگوفے، پھولوں کے چہروں پر شبنم کا میک اپ، نسیم سحر کی گلوں سے چھیڑ چھاڑ، مست ہواؤں سے سیب اور ناشپاتی کے درختوں کی ڈالیوں کا دلفریب جھولنا، بلبل کے سریلے نغمے، کوئل کی رسیلی کوک، تتلیوں کا وجدانی رقص، پو پھٹتے ہی چڑیوں کی چہکار، شام ہوتے ہی طوطوں کی ڈاروں کا باتوں کی مستی میں اپنے بسیروں کی جانب سحور کن پرواز، ساون کی اندھیری بھیگی راتوں میں جگنوؤں کا چراغاں، امڈ امڈ کر آتی کالی گھٹائیں، کبھی جل تھل اور کبھی رم جھم کی موسیقی، بارش میں بھیگتے نہاتے درختوں کا حسن اور پھر بارش کے بعد پتوں اور شاخوں سے پانی کے قطروں کی ٹپ ٹپ کا ترنم، چرخ نیلوفری پر قوس و قزح کا رنگوں کی دنیا آباد کرنا، گھمبیر سیاہ بادلوں کی اوٹ سے چاند کی آنکھ مچولی، نیلگوں آسمان پر لگتی ستاروں کی قندیلیں، پہاڑوں کی اوٹ سے سرخ کرنوں کا تاج سجائے آفتاب کا طلوع ہونا اور سارا دن روشنیاں بکھیرنے کے بعد سرخ گولے کا روپ دھار کر مغرب میں پہاڑوں کی گود میں چھپ جانا۔

یہ کون سا خطہ ہے جہاں فطرت کے حسن نے اپنے چہرے سے تمام نقابیں الٹ دی ہیں؟

یہ کون سا ٹکڑا زمین ہے جس کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے اطراف عالم سے سیاح کشاں کشاں چلے آتے ہیں؟

یہ کون سی وادی ہے جس کی محبت میں ڈوب کر کسی مغل شہنشاہ نے کہا تھا

اگر فردوس بر روئے زمین است
ع
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اہل دنیا اس وادی جنت نظیر کو "کشمیر" کے نام سے جانتے ہیں۔ کشمیر ایشیا کے قلب میں واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ چھیاسی ہزار مربع میل ہے۔ کشمیر کے ارد گرد چار ممالک چین، افغانستان، پاکستان اور بھارت واقع ہیں جبکہ کشمیر اور سابق سوویت یونین کے درمیان، افغانستان کی ایک تنگ پٹی "واخان" حائل ہے۔ کشمیر کی کل آبادی ایک کروڑ بیس لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ اس وقت کشمیر کا ۶۳٪ حصہ بھارت کے غاصبانہ قبضہ میں ہے جس کی آبادی تقریباً ستر لاکھ ہے جبکہ آزاد کشمیر کی آبادی ایک لاکھ پچاس ہزار کے قریب ہے اس وقت دنیا میں ۱۶۰ آزاد اور خود مختار مملکتیں ہیں۔ اگر ان ممالک سے کشمیر کا موازنہ کیا جائے تو رقبہ کے اعتبار سے کشمیر دنیا کے ۶۸ ممالک سے بڑا ہے اور اگر آبادی کے لحاظ سے موازنہ کیا جائے تو دنیا کے ۹۰ ممالک سے بڑا ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے کشمیر کی سرحدوں کا زیادہ علاقہ بھارت کی نسبت پاکستان سے بہت زیادہ ملا ہوا ہے۔ کشمیر کی سات سو میل لمبی سرحد پاکستان سے ملی ہوئی ہے۔ آزادی سے قبل ریاست کی سڑکیں اور ریلوے کے مواصلات پاکستان سے آملتے تھے اور کشمیری مصنوعات کی سب سے بڑی منڈی راولپنڈی تھا۔ دفاعی اعتبار سے ریاست جموں و کشمیر کی پہاڑیاں وطن عزیز پاکستان کے لیے دفاعی حصار کی حیثیت رکھتی ہیں اور پاکستان میں بہنے والے سندھ، جہلم اور چناب جیسے دریاؤں کا منبع کشمیر ہی ہے۔

لیکن آج اس ارضی جنت میں بھارت نے ظلم و بربریت کا محشر بپا کر رکھا ہے۔ یہ حسین وادی آگ و خون سے بھری پڑی ہے۔ کشمیری مسلمانوں کے جلتے ہوئے گھروں کا دھواں اور ان کی چیخیں دنیا کے چاروں کونوں تک پھیل چکی ہیں معصوم بچوں کی موت کی ہچکیاں عالمی ضمیر پر دستک دے رہی ہیں گل پوش وادیوں میں شہیدوں کے لاشے بکھرے پڑے ہیں، چشمے خون اگل رہے ہیں۔ دریاؤں سے انسانی اعضاء برآمد ہو رہے ہیں۔ جہاں نسیم سحر کے ٹھنڈے جھونکے روح کو ایک نئی تازگی بخشا کرتے تھے وہاں آنسو گیس کا راج ہے۔ جن فضاؤں میں ہوائیں سیٹیاں بجاتی تھیں وہاں گولیوں کی تڑتڑ کی صدائیں ہیں۔ جہاں گل و بلبل محفل سجاتے تھے۔ وہاں کرفیو کی چڑیل پنجے جمائے بیٹھی ہے۔

بھارتی فوجی درندے راتوں کو مسلمانوں کے گھروں پر حملہ بولتے ہیں اور عفت مآب عورتوں کی اجتماعی عصمت دری کر کے اپنے پاپی باپ راجہ داہر کی روح کو خوش کرتے ہیں۔ فوجی وردیوں میں ملبوس یہ مہذب درندے مسلمانوں کے گھروں پر دھاوا بولتے ہیں اور قیمتی سامان شیر مادر سمجھ کر چاٹ جاتے ہیں اور گھر کو نذر آتش کر کے کوئلہ بنا دیتے ہیں۔ مریض اور زخمی ادویات کی عدم موجودگی کی وجہ سے کراہ کراہ کر دم توڑ رہے ہیں اور ان کے کراہنے کی صدائیں انسانی حقوق کے عالمی چیمپئنوں کے بے سماعت اور بند کانوں کو کھولنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ بچوں سے بدفعلیاں ہو رہی ہیں۔ سنجیدہ عمر بوڑھوں پر سفاکانہ تشدد ہو رہا ہے۔ عقوبت خانوں میں حریت پسندوں کے اعضاء کاٹے جا رہے ہیں۔ آزادی کے متوالوں کو الٹا لٹکا کر نیچے آگ کے الاؤ روشن کر کے ان کی چربی پگھلنے کے مناظر پر ابلیسی قہقہے لگائے جا رہے ہیں۔ اسلام سے محبت کے جرم میں بجلی کا کرنٹ لگا لگا کر تڑپا تڑپا کر مارا جا رہا ہے۔ پاکستان سے دوستی کی پاداش میں دانت توڑے اور کھال ادھیڑی جا رہی ہے۔ غلامی سے نفرت کے جرم میں جنسی طور پر معذور بنایا جا رہا ہے اور جسم میں گہرا زخم بنا کر اس میں مرچیں بھری جا رہی ہیں۔ شرمگاہوں سے موچنے سے بال اکھیڑے جا رہے ہیں۔ داڑھی سے بھاری پتھر باندھ کر لٹکائے جا رہے ہیں۔ زور دار جھٹکوں سے ناخن

ادھیڑے جا رہے ہیں۔ منہ میں کپڑا ٹھونس کر ناک کو پلاس سے بند کیا جا رہا ہے۔ سگریٹوں سے جسموں کو داغا جا رہا ہے۔ گرفتار حریت پسندوں سے ایک دوسرے کے منہ میں پیشاب کروایا جا رہا ہے۔ اسپتالوں میں حریت پسندوں کے جسموں سے ایک ایک گردہ نکال کر ناپاک ہندو مریضوں کو لگایا جا رہا ہے۔ لیکن ظلم و بربریت کے اس خونی طوفان کے سامنے کشمیری مسلمان چٹان کی طرح کھڑا ہے۔ وہ میدان جہاد میں اپنے خون ناب سے ایمانی جرأت و ہمت کی ایک انوکھی تاریخ رقم کر رہا ہے۔ اس نے سفاک ہندو کی غلامی کی بھاری زنجیریں توڑنے کا عزم مصمم کر لیا ہے۔ اس نے ہتھیار اٹھا لیے ہیں۔ اس کے قدموں سے قرون اولیٰ کے مجاہدین کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی صدا سنائی دیتی ہے۔ اس کے لبوں پر نعرہ تکبیر کا ترانہ ہے۔ اس کے دل میں شہادت کی تمنا مچل رہی ہے۔ اس کی نگاہیں اپنے اللہ کی نصرت پر لگی ہوئی ہیں اور وہ بھارتی درندوں کو للکار للکار کے کہہ رہا ہے۔

دبا سکو تو صدا دبا دو، بجھا سکو تو دیا بجھا دو
صدا دبے گی تو حشر ہوگا دیا بجھے گا تو سحر ہوگی

اور تمام شہادت کے جام پینے والا ہر کشمیری مسلمان بہشت بریں میں جانے سے قبل اپنے پیچھے آنے والے ساتھیوں کو یہ پیغام دیتا جا رہا ہے۔

ستم کی رات سحر میں بدلنے والی ہے
فصیل دار پہ دھرتے چلو سروں کے چراغ

کشمیری مسلمان تو ہمت اور صبر کے ہتھیاروں سے بھارتی ظلم و ستم کا مقابلہ کر رہے ہیں لیکن سوال یہ ابھرتا ہے کہ انہیں بھارتی بھیڑیوں کے نوکیلے دانتوں اور خونی پنجوں کے سپرد کس نے کیا؟ وہ کون سے ہاتھ ہیں جنہوں نے دھکا دے کر انہیں غلامی کی گہری کھڈ میں گرا دیا؟ وہ کون سے ہاتھ تھے جنہوں نے ان کے لیے غلامی کی زنجیروں کی کڑیاں تیار کیں اور انہیں پابہ زنجیر کرکے ہندوؤں کے قدموں میں پھینک دیا جب کوئی بھی مؤرخ تاریخ کے چہرے سے نقاب اٹھاتا ہے تو اسے دو خطرناک ہاتھ نظر آتے ہیں جو اسلام اور پیغمبر اسلام سے بغض و دشمنی میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ ان ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ قادیانی ہاتھ ہے جس نے جھوٹی نبوت کا ڈرامہ رچا کر ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک جسارت کی جبکہ دوسرا ہاتھ ظالم فرنگی کا ہاتھ ہے جس کے دربار سے قادیانیوں کو جھوٹی نبوت عطا ہوئی۔

قادیانیوں نے ہر دور میں کشمیر کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا ہے اور انہوں نے کشمیر پر قبضہ جمانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ کیونکہ ان کی نبوت کا اندھا بیل کشمیر کے گرد گھومتا ہے۔ اس لیے کشمیر ان کے لیے اتنا ہی اہم ہے جتنا ان کی نبوت میں مرزا قادیانی کی شخصیت! انہیں کشمیر میں کبھی عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ملتی ہے اور کبھی مریم علیہا السلام کی قبر اور کبھی انہیں وہاں سے حضرت عیسیٰؑ کے کفن کے ٹکڑے ملتے ہیں۔ وہ لٹریچر اور دیگر ذرائع ابلاغ پر کروڑوں روپیہ خرچ کرکے پوری دنیا میں یہ مشہور کر چکے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ نہیں بلکہ وہ وفات پا چکے ہیں اور کشمیر میں ان کی قبر ہے اور اس قبر کی کروڑوں تصویریں اطراف عالم میں تقسیم کر چکے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ احادیث میں جس مسیح موعود کے آنے کی بشارت ہے وہ مرزا قادیانی ہے جو آ چکا ہے۔ یہ سارا ناٹک رچا کر وہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود کی منصب پر بٹھاتے ہیں اور اس کی نبوت کا جواز پیدا کرتے ہیں۔

اللہ رے دیکھیے اسیری بلبل کا اہتمام
صیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

تاریخ احمدیت جلد ششم مؤلفہ دوست محمد شاہد کے صفحہ ۴۴۵ اور ۴۷۹ پر بروایت مرزا بشیر الدین محمود مرقوم ہے کہ جماعت احمدیہ کو کشمیر سے دلچسپی کیوں ہے؟

اولاً۔ کشمیر اس لیے پیارا ہے کہ وہاں اسی ہزار احمدی ہیں۔ ثانیاً:۔ وہاں مسیح اول دفن ہیں اور مسیح ثانی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بڑی بھاری جماعت اس میں موجود ہے۔

ثالثاً:۔ جس ملک میں دو مسیحوں کا دخل ہے وہ بہرحال مسلمانوں کا ہے اور مرزا صاحب کے نزدیک مسلمان ان کے پیروکار ہیں۔ (ص ۶۷۹)

رابعاً:۔ نواب امام الدین جنہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے گورنر بنا کر کشمیر بھجوایا تھا۔ وہ اپنے ساتھ بطور مددگار ان کے دادا (مرزا بشیر الدین کے الفاظ میں) یعنی مرزا غلام مرتضیٰ کو با اجازت مہاراجہ رنجیت سنگھ ساتھ لے گئے تھے۔

خامساً:۔ ان کے استاد جماعت احمدیہ کے پہلے اور ان کے خسر مولوی حکیم نورالدین کشمیر میں بطور شاہی حکیم کے ملازم رہے تھے (ص ۴۳۵) ان حقائق سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ قادیانیوں کو کشمیر سے کتنی دلچسپی ہے اور ان کے دل میں کشمیر کے حصول کی خواہش کس کس طرح انگڑائیاں لے رہی ہے! وہ کس ڈھٹائی کے ساتھ جھوٹی نبوت کی جھوٹی زبان استعمال کرتے ہوئے کشمیر کی آبادی کے ۸۰ ہزار لوگوں کو قادیانی ظاہر کر رہے ہیں اور پھر مسیح اول اور مسیح ثانی کی من گھڑت اصطلاحات استعمال کرکے کشمیر کو اپنے باپ مرزا قادیانی کی جاگیر سمجھ رہے ہیں۔ قادیانیوں نے کشمیر پر قبضہ کرنے اور اسے قادیانی سٹیٹ بنانے کے لیے جو گھناؤنے کردار ادا کیے اور کشمیر اور کشمیریوں کے ساتھ جو سفاکانہ سلوک کیا۔ ذیل میں مرحلہ وار اسے بیان کیا جاتا ہے۔

کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کا پہلا منصوبہ۔ حکیم نورالدین ریاست کشمیر میں مہاراجہ رنبیر سنگھ کا شاہی طبیب تھا۔ جہاں یہ مہاراجہ کشمیر کا سلطانی طبیب تھا وہاں یہ مرزا قادیانی کا شیطانی طبیب تھا۔ اسی نے مرزا قادیانی کو کفر وارتداد کے مجرب اور کشتے کھلائے تھے جنہیں کھا کھا کر وہ مختلف دعوے کرتا تھا۔ یہی نباض مرزا قادیانی کی نبض پر ہاتھ رکھ کر اسے بتاتا تھا کہ اب جھوٹی نبوت کو کن دعووں کی ضرورت ہے اور ابھی کن کن دعووں سے پرہیز کرنا ہے اور پھر مرزا قادیانی کی موت کے بعد یہی شخص اس کا پہلا 'خلیفہ' نامزد ہوا۔ حکیم نورالدین کو انگریزوں نے جاسوسی کرنے کے لیے حکیم کے روپ میں مہاراجہ کشمیر کے دربار میں داخل کیا ہوا تھا جو انہیں مہاراجہ کشمیر کے بارے میں ہر خبر پہنچاتا تھا۔

مہاراجہ رنبیر سنگھ کے بعد ان کے بڑے بیٹے مہاراجہ پرتاب سنگھ ۱۸۸۵ء میں گدی نشین ہوئے۔ لیکن ابھی ان کی حکومت کو چار سال ہی گزرے تھے کہ کرنل لنسٹ ریذیڈنٹ کی شکایات کی بنا پر حکومت ہندوستان نے مہاراجہ کے اختیارات ختم کرکے ایک کونسل مقرر کر دی۔ معزول مہاراجہ کے بھائی راجہ امر سنگھ اور راجہ رام سنگھ کونسل کے ممبر اور دیوان لچھمن داس کونسل کے صدر قرار پائے۔ لیکن تھوڑا ہی عرصہ بعد دیوان لچھمن داس کو صدارت سے برطرف کر دیا گیا اور ان کی جگہ راجہ امر سنگھ ممبر کونسل پریذیڈنٹ ہو گئے۔ راجہ امر سنگھ کی حکیم نورالدین سے گہری دوستی ہو گئی اور جلد ہی جھوٹی نبوت کے فرزند نے راجہ امر سنگھ کو شیشے میں اتار لیا۔ راجہ امر سنگھ نے حکیم نورالدین پر شاہی نوازشات کی بارش کر دی۔ حکیم نورالدین

پوری سلطنت کے سیاہ و سفید کا مالک ہو گیا۔ راجہ نے حکیم نورالدین کا مشاہرہ چھ سو روپیہ ماہانہ مقرر کر دیا اور رہائش کے لیے ایک عالیشان محل تحفے میں عنایت کیا۔ راجہ سے کوئی بھی کام لینے کے لیے حکیم نورالدین کی سفارش کرانا ایک روایت بن گیا۔ بڑے بڑے لوگ حکیم سے ملاقات کو اپنے لیے باعث فخر سمجھنے لگے۔ غرضیکہ حکیم پوری ریاست کی باگیں سنبھالے بیٹھا تھا۔ راجہ امر سنگھ کی ایک علیحدہ جاگیر کشتواڑ کے علاقہ میں تھی۔ یہ ایک بڑا خوبصورت، سرسبز اور کوہستانی علاقہ ہے۔ اس زمانہ میں اس جاگیر کی آمدنی ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ تھی۔ راجہ پہلے ہی حکیم پر اندھا اعتماد کیے بیٹھا تھا۔ اعتماد اور بڑھا تو راجہ نے اس جاگیر کا مکمل انتظام حکیم کے سپرد کر دیا۔ جب یہ سنہری جاگیر مکمل طور پر حکیم کے ہاتھ میں آگئی تو اتنا حسین و جمیل، سرسبز اور منافع بخش علاقہ دیکھ کر حکیم کے حریص دل نے وہاں اپنی سلطنت قائم کرنے کا خفیہ پروگرام بنا لیا۔ اس کا ذکر اس نے صرف اپنے گرو مرزا قادیانی سے کیا جو اس سے ملنے کے لیے اکثر ریاست میں آیا کرتا تھا۔ گرو اور چیلے نے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کے منصوبے پر عمل شروع کر دیا۔ سب سے پہلے حکیم نے مرزائیوں کی وہاں آبادکاری شروع کی۔ پھر وہاں سے پرانے ملازموں کو نکال کر مرزائیوں کو دھڑا دھڑ بھرتی کرنا شروع کیا۔ بڑے بڑے عہدوں پر مرزائیوں کو فٹ کیا۔ پولیس، فوج اور تعلیم کے محکمے خصوصی طور پر مرزائیوں سے اٹے پڑے تھے۔ نئی بھرتی بھی صرف مرزائیوں کی ہوتی تھی۔ مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں وغیرہ کے لیے ملازمتوں کے دروازے قطعاً بند تھے۔ جلد ہی کشتواڑ کے اعلیٰ عہدوں پر قادیانی مخلوق نظر آنے لگی۔ تیاری مکمل ہو گئی صرف بگل بجنے کا انتظار تھا۔ بگل بجنے سے پہلے مرزا قادیانی نے اپنے الہاموں میں اپنی ریاست کی خوشخبری سنانا شروع کر دی۔ مہاراجہ پرتاب سنگھ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور جل کر کباب ہو رہا تھا کہ اگست ۱۹۹۲ء میں لارڈ لینسڈاؤن وائسرائے ہند جموں گئے۔ راجہ پرتاب سنگھ نے موقع تاڑ کر وائسرائے ہند سے ایک خفیہ ملاقات کی اور اسے بتایا کہ اس کا بھائی امر سنگھ اور حکیم نورالدین ریاست میں کیا گل کھلا رہے ہیں اور حکیم نورالدین کس طرح کشمیر میں قادیانیوں کو اعلیٰ عہدوں پر بٹھا رہا ہے اور مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں کے حقوق کس طرح پامال ہو رہے ہیں۔ راجہ پرتاب سنگھ نے انتہائی تشویشناک لہجے میں وائسرائے کو بتایا کہ حکیم نورالدین کشمیر میں اپنی ریاست قائم کرنے کے منصوبے کو کتنا عملی جامہ پہنا چکا ہے اور کتنا باقی ہے۔ راجہ امر سنگھ کا تیر صحیح نشانے پر بیٹھا۔ وائسرائے ہند پر پریشانی اور غصے کی کیفیت طاری ہوئی کہ کس طرح ہمارا ایک تنخواہ دار جاسوس ہم سے بغاوت کرتا ہوا اپنی ریاست کی بنیاد رکھ رہا ہے۔ وائسرائے ہند نے فوری ایکشن لیا اور مہاراجہ پرتاب سنگھ کو کونسل کا پریذیڈنٹ اور راجہ امر سنگھ کو وائس پریذیڈنٹ بنا دیا۔ اب تمام اختیارات مہاراجہ پرتاب سنگھ کے پاس تھے اور وہ کرسی اقتدار پر جلوہ گر تھا۔ مہاراجہ پرتاب سنگھ دانت پیستا ہوا حکیم نورالدین کی طرف لپکا اور اسے حکم دیا کہ صرف بارہ گھنٹے میں ریاست سے دفع ہو جاؤ۔ حکیم نے فوراً اپنے گرو مرزا قادیانی سے رابطہ قائم کیا اور اسے ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ گرو جو جھوٹ بولنے میں لاثانی تھا اس نے کہا گھبراؤ نہیں۔ میں نے ساری رات رو رو کر تمہارے لیے دعائیں کی ہیں اور رات مجھے تمہارے بارے میں بڑا اچھا خواب بھی آیا ہے۔ فکر نہ کرو، آرڈر منسوخ ہو جائیں گے۔ لیکن جھوٹے نبی کی جھوٹی نبوت کی طرح خواب بھی جھوٹا ثابت ہوا۔ دعائیں بھی ردی کی ٹوکری کی نذر ہوئیں اور حکیم نورالدین ہکلاتا، بڑبڑاتا، کپکپاتا اور لڑکھڑاتا ہوا ریاست سے اس طرح ذلیل و خوار ہو کر نکلا کہ پولیس والے ڈنڈے لہراتے ہوئے اسے کہہ رہے تھے کہ جلدی نکلو وقت ختم ہو رہا ہے۔ اس طرح کشمیر میں قادیانی ریاست قائم کرنے کا منصوبہ کشمیر کی سرزمین میں ہی دفن ہو گیا اور قادیانی اس بچے کی طرح روتے پیٹتے رہ گئے جس کا غبارہ اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر اس کی آنکھوں کے سامنے فضا میں اٹکھیلیاں کرتا اڑا جا رہا ہو۔

حکیم نورالدین کشمیر سے کپڑے جھاڑتا ہوا اپنے گھر بھیرہ پہنچا اور پھر اس کے بعد اپنے گرو کے پاس قادیان چلا گیا۔ اس کربناک صورت حال میں گرو نے چیلے کو اور چیلے نے گرو کو ملتے ہوئے کہا ہو گا۔

اپنی ان حسرتوں کا ہونا تھا یہی انجام
محرومیاں ملنی تھیں قسمت میں ہونا تھا بدنام

کشمیر کمیٹی:۔ ڈوگرہ شاہی کے مظالم نے مسلمانان کشمیر کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی۔ وہ انتہائی کسمپرسی کے عالم میں انتہائی صبر کے ساتھ حیات مستعار کے دن گزار رہے تھے۔ لیکن جب قرآن پاک کی بے حرمتی اور عید کا خطبہ روکنے کے واقعات رونما ہوئے تو ریاست کشمیر میں مسلمانوں کے دلوں میں غم و غصہ و بے چینی کی لہر دوڑ گئی اور مسلمان سراپا احتجاج بن گئے۔ ریاست جلسوں اور جلوسوں سے گونج اٹھی۔ زبردست ہڑتالیں ہوئیں۔ بیسیوں مسلمان جام شہادت نوش کر گئے۔ سینکڑوں زخمی ہوئے اور ہزاروں پس دیوار زنداں چلے گئے۔ سفاک ڈوگرہ فوج نے سینکڑوں مسلمانوں کے گھروں کو نذر آتش کر دیا اور تمام بڑے بڑے لیڈروں کو گرفتار کر لیا۔ ہندوستان کے مسلمان اپنے کشمیری بھائیوں کے غم میں تڑپ اٹھے اور ان کی ہر طرح کی مدد کو پہنچے۔ اس سلسلے میں مجلس احرار اسلام کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ قادیانی جو کشمیر کے مسئلہ میں انتہائی دلچسپی رکھتے تھے ایک ہوشیار چوہے کی طرح بل سے سر باہر نکالے چاروں طرف کے حالات کا بغور جائزہ لے رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ تحریک اپنے عروج پر ہے لہٰذا اسی سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تحریک کی کمان اپنے ہاتھوں میں لے لینی چاہی۔ اس بات کا اشارہ انہیں انگریز کی طرف سے بھی مل چکا تھا کیونکہ انگریز جانتا تھا کہ قادیانی اپنے گھر کے آدمی ہیں۔ تحریک ان کے ہاتھ میں آگئی تو اپنے ہی ہاتھ میں ہوگی اور ہم جب چاہیں گے تحریک کے غبارے سے ہوا نکال دیں گے۔ قادیانی بھی اس تحریک سے کشمیر میں اپنے مذہب کا اثر و رسوخ اور تبلیغ کے ذریعے لوگوں کو قادیانی بنانا چاہتے تھے۔ اس سارے منصوبے کو حقیقی صورت میں اتارنے کے لیے "کشمیر کمیٹی" کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مشہور قادیانی نواز سر فضل حسین کی زیر صدارت ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں پہلا اجلاس منعقد ہوا جس میں کشمیر کمیٹی بنانے کا اعلان کیا گیا۔ کمیٹی کا بنیادی کام عوام کے غصب شدہ حقوق کی بحالی اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے مسلمانوں کو قانونی امداد فراہم کرنا تھا۔ مرزا قادیانی کے بیٹے اور قادیانی تحریک کے سربراہ مرزا بشیر الدین کو کشمیر کمیٹی کا صدر اور سیکرٹری ایک قادیانی مبلغ عبدالرحیم کو بنایا گیا جبکہ علامہ اقبالؒ جو کشمیری مسلمانوں سے ایک خاص تعلق رکھتے تھے انہیں بطور رکن نامزد کیا گیا۔

ذہنوں میں سوال اٹھتا ہے کہ وہ گروہ جنہوں نے جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچا کر ملت اسلامیہ کے سامنے اپنا ایک خود ساختہ نبی کھڑا کیا اور فرنگی کے اقتدار کو طول دینے کے لیے ملت اسلامیہ کی وحدت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ وہ طائفہ جس

نے خلافت عثمانیہ کی تباہی پر قادیاں میں چراغاں کیا تھا۔ وہ جماعت جس کے سربراہ اور کشمیر کمیٹی کے صدر مرزا بشیر الدین نے شاتم رسول راجپال کے قتل پر مسلمانوں کے زخمی سینے پر مرچیں چھڑکتے ہوئے کہا تھا۔

"وہ نبی بھی کیا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لیے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔"

وہ جتھہ جس کے بنیادی عقیدے کے مطابق تمام مسلمانانِ عالم کافر کتے، خنزیر، حرام زادے اور کنجریوں کی اولاد ہیں۔ وہ جماعت کشمیر کے مسلمانوں کی محبت میں کیوں تڑپنے لگیں؟ وہ جماعت کیوں کشمیری مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی کے لیے اپنے وکلا کشمیر بھیجنے لگی اور اپنے پلے سے پیسہ بھی خرچ کرنے لگی؟ یہ سب کچھ کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کی خواہش کروا رہی تھی۔ قادیانی اخبار روزنامہ "الفضل" کی خبر کا تراشہ پڑھنے سے تمام صورت حال سامنے آ جاتی ہے۔

"حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ العزیز جو پہلے ہی مناسب موقعہ کے انتظار میں تھے، یکایک میدان عمل میں آ گئے" (الفضل ۱۲ جون ۱۹۳۱ء)

مرزا بشیر الدین نے ریاست کشمیر میں قادیانی مبلغین کی ڈاریں بکھیر دیں۔ یہ تربیت یافتہ مبلغین مسلمانوں میں پورے زور و شور سے قادیانیت کی تبلیغ کرنے لگے اور انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو قادیانی بنا لیا۔

"جب کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا تو قادیانی زعما بڑی تعداد میں وہاں بھیجے گئے۔ اس دوران سیکڑوں مبلغین ریاست میں پہنچے اور ریاست کے چپے چپے کا دورہ کر کے قادیانی عقائد کی تبلیغ کرنے لگے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے تحریک آزادی کے مبلغین کی امداد کے لیے اکثر رقوم شیخ محمد عبداللہ کی معرفت دی گئیں" (کچھ پریشان داستانیں کچھ پریشان تذکرے۔ اشرف عطا ص ۱۳۰-۱۳۱)

یہی وجہ تھی جس کی بنا پر پنجاب میں شیخ عبداللہ کے قادیانی ہونے کے چرچے ہونے لگے۔ بعد میں انہیں بار بار اس کی تردید کرنا پڑی۔ مرزائیوں کے ہاتھوں استعمال ہونے کے بعد شیخ عبداللہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ چنانچہ اسی لیے انہوں نے حال ہی میں شائع ہونے والی اپنی سوانح یادداشتوں "آتش چنار" میں احرار سے اپنے اختلافات کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔

"یہ تو معاملہ کا ایک پہلو تھا۔ بہت جلد ہم پر قادیانی حضرات کے اصل مقاصد بھی آشکار ہونے لگے۔ انہوں نے جب ہماری تحریک کی آڑ میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو عام کرنا شروع کیا تو میرے کچھ ساتھیوں نے اس غلط رجحان پر تشویش محسوس کی اور قادیانی حضرات بھی مجھ سے برگشتہ ہو گئے۔" (آتش چنار، شیخ محمد عبداللہ روزنامہ جنگ لاہور ۶ جون ۱۹۸۶ء)

کشمیر کمیٹی کی آڑ میں قادیانیوں نے کشمیری مسلمانوں کے ایمانوں کی جو غارت گری کی اس کی روح فرسا اور ہوش ربا داستان وطن عزیز کے نامور بیوروکریٹ اور ادیب و دانشور جناب قدرت اللہ شہاب سے سنئے۔

باقی آئندہ

پیلو کی بازیافت
مِسواک سے
ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ تک
پیلو کے مؤثر اور مجرب اجزا پر مشتمل ایک مکمل طبی ٹوتھ پیسٹ پیش کر کے ہمدرد نے حفظِ دنداں کی دنیا میں بھی اوّلیت حاصل کر لی ہے۔
پیلو صدیوں سے دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی مضبوطی کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ہمدرد کی تحقیقِ جدید نے پیلو کے ان افادی اجزاء اور دوسری مجرب جڑی بوٹیوں سے ایک جامع فارمولے کے مطابق ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ تیار کیا جو پوری طرح دانتوں اور مسوڑھوں کی حفاظت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔
ہمدرد
پیلو ٹوتھ پیسٹ
ہم خدمت خلق کرتے ہیں
پیلو کے اوصاف مسوڑھے مضبوط دانت صاف
ادارہ اخلاق
پاکستان سے محبت کرو۔ پاکستان کی تعمیر کرو
Adarts-HTP-3/85

ختم نبوت زندہ باد

قادیانی مردہ باد

بقیہ : چلتے چلتے

درائت اور تفقہ سے سخت بے بہرہ۔

- ف ۔ ق -

فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔ فرعون۔ فسنت یا عبدالشیطان۔ فاسق آدمی۔ فریبی آدمی۔ فرومایہ۔ قوم کے خناسول۔ فتنہ انگیز مولوی۔

- ک ۔ گ -

کوتہ اندیش علماء۔ گندے اخبار نویس۔ گندی روحو کیڑو۔ کتے۔ گدھے۔ کاذب۔ کج طبع۔ گرفتار عجب و پندار۔ کوتہ نظر مولوی۔ کوڑمغز۔ گمراہ۔ کذاب گدھوں۔ کیڑا۔ کینہ ور۔ گندہ زبان۔ گرگ۔ کمینگی۔ کم سمجھ۔ کرگس۔ گندہ پانی۔ کبدل۔ کمینوں۔ کمینہ۔ گمراہی کے جنگل کے شیطان۔ کمینہ طبع۔ کتوں۔ کالانعام۔ کاذب۔ گمراہ۔

- ل ۔ م -

مغرور فقراء۔ مردار خور مولویو۔ مولوی جاہل۔ مولویت کے بدنام کرنے والے۔ منحوس چہروں۔ مفتریوں۔ منافق مولوی۔ مولویان خشک۔ متکبرین۔ معتدین۔ ملعونین۔ مخنثوں۔ معلم الملکوت۔ مفتری۔ مردار۔ لئیموں۔ ملعون۔ مفسد۔ متعصب نادان۔ مفتری نابکار۔ لاف وگزاف کے بیٹے۔ متعفن۔ مسکین۔ مادر سیرت۔ مضل جماعت۔ مچھر۔ مٹی سیاہ۔ مردک۔ متعصب۔ متکبر مولویوں۔ مضل۔ مزدور۔ منکس طینت۔ مولویوں۔ لاروشوٹوں۔ مخبط الحواس۔ مردہ پرست۔ مردار۔ مکار۔ معزول۔ نیم ناقص العقل۔ ناحق شناس۔ موٹی سمجھ۔ مولوی انسانوں سے بدتر اور پلید۔ مخالفوں کا منہ کالا۔ مولویوں کا منہ کالا۔ مولوی صفت ذلیل۔ مکذبوں۔ منحوس۔ مغرور۔ معمولی انسان۔ مجنون درندہ۔ محجوب مولوی۔

- ن -

نادان علماء۔ ناپاک طبع مولویوں۔ نادان علماء۔ نااہل مولویوں۔ ناسمجھ۔ نابکار۔ نادان۔ نابینا علماء۔ نادان بٹالوی۔ نالائق مولویوں۔ نفاق زدہ مولوی۔ نالائق نذیر حسین۔ نیم ملا۔ ننگ اسلام مولویو۔ نجاست خور۔ نفسانی مولویو۔ نالائق۔ نادان مولویوں۔ نادانوں۔ ناقص الفہم۔ نابکاروں۔ نیم عیسائیو۔ ناخداترس۔ نادان ہندوزادہ۔ نہایت پلید طبع۔ ناسعادت مند شاگرد محمد حسین۔ نابینا۔ نذیر حسین خشک معلم۔ نادان صحابی۔ نادان قوم۔ ناقص العقل چیلوں۔ نالائق چیلوں۔ نادان فہمی۔ ناپاک فرقہ۔ نالائق متعصب۔

- و ۔ ہ -

وہ گندے اخبار نویس۔ وہ گدھا ہے نہ انسان۔ وحشی۔ وہ بدذات۔ ہامان۔ ہندوزادہ۔ ہوا و ہوس کا بیٹا۔ واشی۔ والغبی المعذول۔ ولد الحرام۔ ہزار لعنت کا ورثہ۔ ولد الحلال نہیں۔ واہ رے شیخ چلی کے بڑے بھائی۔ ہٹ دھرم۔ وحشی فرقہ۔ والدجال البطال۔ ہماری قوم کے اندھو ہمچو گرگ۔ ہمچو جنیں۔

- ی ۔ ے -

یہودی صفت مولوی۔ یاوہ گو۔ یہودی سیرت مولوی۔ یہ شیخ منافق۔ یہ نادان خون پسند۔ یہ لوگ حیوانات۔ یہودی۔ یا شیخ الضلالۃ۔ یک چشم مولویوں۔ یاجوج یا ماجوج مولوی۔ یہ جہلاء۔ یہودیت کا خمیر۔ یہ دل کے مجذوم۔ یہ سب مولوی جاہل۔ یہ شریر مولوی۔ یہ سیاہ دل۔ یہ جاہل۔ یہ منافق مولوی۔ یا غول البراری۔

(ماخوذ از مغلظات مرزا۔ شائع کردہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان) باقی آئندہ

بقیہ : ربوہ کراچی ماڈل کالونی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کا ایک اجلاس مولانا محمد انور فاروقی صاحب کی زیر صدارت ہوا جس میں مولانا قاضی شمس الحق صاحب پر قاتلانہ حملہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سندھ سے مطالبہ کیا کہ وہ حملہ آوروں کو فوراً گرفتار کرکے عبرتناک سزا دے۔

تا حال صورت حال جوں کی توں ہے مولانا نورانی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی ڈویژن اور دوسری تنظیموں کی طرف سے اس سلسلہ میں جو مطالبہ کیا گیا ہے حکومت نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا حملہ آور آزادانہ گھوم رہے ہیں ہم نے پہلے بھی یہ لکھا تھا کہ ماڈل کالونی کنٹونمنٹ ایریا میں واقع ہے اور کنٹونمنٹ بورڈ کا جو بڑا افسر ہے وہ قادیانی بتایا جاتا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہی لیا جا سکتا ہے وہ بڑا افسر قادیانی حملہ آوروں کی گرفتاری کے راستے میں رکاوٹ ہے۔

اس وقت کراچی سمیت پورے سندھ میں ڈاکوؤں۔ لٹیروں۔ اور بعض تنظیموں کے خلاف فوجی اپریشن شروع کیا ہوا ہے۔ گرفتاریوں کا سلسلہ بھی جاری ہے لیکن جو اصل مجرم ہیں جو شروع دن سے ہی پاکستان کے خلاف ہیں جن کے مرکزوں اور گھروں میں ڈھیروں اسلحہ موجود ہے جو کراچی میں اصل فسادات کی جڑ ہیں انہیں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

جس کا نتیجہ یہ سامنے آ رہا ہے کہ انہوں نے علماء کو قتل کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے جس کا اظہار ہم اپنے پہلے اداریے میں کر چکے ہیں جس سلسلہ کی پہلی کڑی مولانا قاضی شمس الحق صاحب پر قاتلانہ حملہ ہے۔ اگر ہم ان اسرائیلی اور فرنگی کتوں کو یونہی کھلا چھوڑ دیں گے اور انہیں پٹہ نہیں ڈالیں گے تو کل یہ دوسروں پر بھی حملہ آور ہوں گے۔

ہم حکومت سندھ اور وفاقی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فوجی اپریشن کو محدود نہ کریں بلکہ ڈاکوؤں اور لٹیروں کے ساتھ ایمان کے ڈاکو قادیانیوں کا بھی اپریشن کریں اور جن قادیانیوں نے مولانا قاضی شمس الحق صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا ہے جن کا نام بھی ایف آئی آر میں درج ہے انہیں فوراً گرفتار کر کے عبرتناک سزا دیں نیز ہم تمام مکاتب فکر کے علماء کرام سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپس کے جھگڑے ختم کر کے قادیانیوں کے خلاف ایک دفعہ پھر متحد ہو جائیں اور انہیں وہ سزا دیں جو گزشتہ تحریکوں میں انہیں دی گئی تھی۔

بقیہ : تحریک ختم نبوت

قسمتی سے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں دیگر رہنماؤں کے ساتھ گرفتار ہو گئے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دیگر

اکابرین کے ساتھ سکھر جیل کی ایک کوٹھڑی میں انہیں بند کر دیا گیا۔ عید الفطر کا دن تھا مظفر علی شمسی کی شدید بیمار بہن کا خط بھائی کو جیل میں اسی روز ملتا ہے جسے پڑھ کر آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں۔

"میرے بھیا"

اس امتحان میں میں آپ کو پریشان کرنا نہیں چاہتی۔ اب قریب المرگ ہوں۔ بخار دامن نہیں چھوڑتا ایک سو چار درجہ حرارت سے گرتا نہیں' کھانسی زوروں پر ہے محبوب بھائی ڈاکٹر کو لائے تھے ایکسرے میں ٹی بی کی ابتدائی منزل ہے۔ ماں باپ نے مجھے آپ کے سپرد کیا تھا اور اب موت مجھے لے جا رہی ہے' کاش اگر میرے آخری وقت آپ میرے پاس ہوتے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جو مصائب برداشت کر رہے ہیں اللہ آپ کو استقلال بخشے اور قیامت کے دن آپکی قربانی ہمیں دربار رسالت ﷺ میں سرخرو کرے۔ آپ بہادری سے قید کاٹیں۔ اگر زندہ رہی تو مل لوں گی۔ ورنہ میری قبر پر تو آپ ضرور آئیں گے۔ سب بچے سلام کہتے ہیں۔ اب ہاتھ میں طاقت نہیں لہٰذا خط ختم کرتی ہوں" بھیا سلام - آپکی بہن

اس خط کا مطلب وہی سمجھ سکتا ہے جو وطن سے دور ہو اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہا ہو۔

بقیہ: ننکانہ میں تین دن

حضرت آدم سے لے کر اب یعنی ۹۲ء تک دنیا میں اس معیار کا ایک ہی بے غیرت اور بے حیا پیدا ہوا ہے اور وہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی جو اپنی کتاب میں اپنی پیدائش کا نہایت شرم انگیز منظر بیان کرتا ہے بہرکیف اس تقریب کے دوران سابق ڈی ایس پی محمد اسلم خان لودھی کو قانون کے دائرے میں مرزائیوں کے خلاف بھرپور کارروائی پر گولڈ میڈل دیا گیا اس طرح تحریری مقابلے میں پہلی تین پوزیشنیں حاصل کرنے پر حافظ عبد الرحمٰن ایچ ساجد اعوان اور راقم الحروف کو بالترتیب گولڈ میڈل سلور میڈل اور کانسی کا میڈل اور سند امتیاز وغیرہ دیئے گئے۔ یہ پروگرام رات تقریباً دو بجے تک انتہائی نظم و ضبط اور تسلسل کے ساتھ چلتا رہا اور مرزائیت کے سینے پر مونگ دل کر ختم ہو گیا۔

اٹھو مجاہدو دل کی قسمتیں بنائے جا
زندگی کی راہ میں زندگی لٹائے جا

اب روس کی بجائے امریکی اسلحہ انڈین کمانڈوز اپنے اسلحے سمیت مجاہدین کے خلاف نبرد آزما ہوئے بالآخر منہ کی کھائی سمجھ گئے کہ لوہے کے چنے چبانا آسان نہیں۔ آخر صلح کی گدڑی پہن لی اور مجاہدین کو صلح کی پیشکش شروع کر دیں کہ آؤ مذاکرات کریں مسئلے کا حل تلاش کریں۔ اب لڑائی ختم ہو چکی اقتدار آپ لے لیں۔

مجاہدین نے جب میدان کی جنگ جیت لی تو پھر ٹیبل کی جنگ کا مسئلہ آیا۔ ایک بار پھر کفر نے پورا زور لگایا کہ مجاہدین کی صفوں میں انتشار پیدا کیا جائے۔ کبھی مجاہدین کو ماسکو بلایا گیا۔ پھر اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندے آکر جوڑ توڑ کرنے کی سازش میں لگے رہے۔ یہاں تک مجاہدین نے کابل کے دروازوں پہ دستک دے کر بزور دستی دروازے کھلوا دیے اور اندر داخل ہو گئے۔ اب ایک اور حربہ چلایا گیا کہ مجاہدین میں پختون و تاجک کا مسئلہ کھڑا کر کے آپس میں افغانستان کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ یہ منصوبہ بھی ناکام ہو گیا۔ اور کابل میں لڑائی بند ہو گئی اللہ کے حکم سے خون شہیداں رائیگاں نہ جائے گا۔ اور وقت آچکا کہ افغانستان کی اسلامی حکومت پوری کفر کی طاقتوں کے خلاف یلغار کرے گی اور اس خدائی فوج کا سامنا کوئی نہ کر سکے گا (انشاء اللہ)

افغانستان میں مجاہدین جب روسی افواج کا مقابلہ کر رہی تھیں تو روس اندر ہی اندر ٹوٹ پھوٹ رہا تھا اور بالآخر ٹکڑے ٹکڑے پاش پاش ہو گیا۔ اور اب جبکہ مجاہدین نے اقتدار سنبھالا ہے تو امریکہ کے اندر بھی ٹوٹ پھوٹ شروع ہو گئی ہے۔ امریکہ میں بدترین فسادات شروع ہو چکے ہیں ایک وقت آئے گا جب دنیا سنے گی کہ امریکہ بھی برباد ہو گیا ہے۔ رہے گا نام اللہ کا۔ وہی باقی ہے اس کے نام لیوا ابدی کامیابیوں سے ہمکنار ہوں گے۔ نافرمانوں کو ذلت و رسوائی کے علاوہ کچھ نہ ہاتھ لگے گا۔

اگلا ٹارگٹ مجاہدین کے لئے فوری طور پر کشمیر کی آزادی اور ہندوؤں سے مقابلہ ہے۔

نہیں ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

حضرات اس آیت کی تفسیر نہیں سمجھ سکے تھے اور انہوں نے چہرہ چھپانے کا حکم ارشاد فرمایا سیدھی بات تھی کہ اپنے آپ میں شرم و حیا پیدا کرو اور بس لباس جیسا ہو پہنو جیسا ہو آمد و رفت انداز گفتگو جیسا ہو اس کی کوئی پرواہ یا اس پر کوئی پابندی نہیں۔

حالانکہ ازواج مطہرات سے کسی مسئلہ کے دریافت کے وقت قرآن کریم کا حکم ہے سورت احزاب آیت ۵۳

ترجمہ: اور جب مانگنے جاؤ ان بیبیوں سے کچھ چیز کام کی تو مانگ لو پردہ کے باہر سے اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے دل کو اور ان کے دل کو۔

ازواج مطہرات بنص قرآنی امہات المومنین ہیں اور حقیقی ماؤں کی طرح ان کے ساتھ بھی نکاح حرام ہے ان سے کسی چیز کو مانگنے سے متعلق صاف حکم ہے کہ پردہ کے باہر سے مانگو اب یہاں پر نعوذ باللہ یہ کہا جائے گا کہ شرم و حیا نہ تھی اس لیے یہ حکم ہوا اور آج خواتین میں شرم و حیا ہے اس لیے ان کے حق میں چہرہ چھپانا ضروری نہیں۔

اس لیے ہماری عرض ہے کہ تجدد پسندی کی رو میں بہہ کر آدمی کوئی ایسا قدم نہ کرے اور ایسی بات ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے نہ کرے جس میں دین کے بنیادی اصول متاثر ہوتے ہوں اس میں ایمان کے ضیاع کا خطرہ ہے۔ اللہ ہمیں نفس و شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ فرمائیں اور صراط مستقیم پر ثابت قدمی نصیب فرمائے اور اسلاف کے مطابق دین کی سمجھ نصیب فرمائے۔ آمین

بقیہ: سلطان محمود غزنوی

بجھایا تھا کہ کہیں اس کی روشنی میں مجھے اپنے بھانجے کا چہرہ نظر نہ آ جائے اور میں اس پر رحم کھا کر انصاف سے باز رہ سکوں۔ پانی مانگ کر پینے کی وجہ یہ تھی کہ جب تم نے مجھ سے اپنی روداد بیان کی تھی تو میں نے عہد کیا تھا کہ جب تک تمہارے ساتھ پورا پورا انصاف نہ ہوگا تب تک میں نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا"

قارئین کرام اس قصے سے اندازہ کر سکتے ہیں اگرچہ تاریخوں میں بادشاہوں کے عدل و انصاف کے بہت سے قصے لکھے ہیں لیکن ایسا قصہ کسی بادشاہ کے متعلق نہیں ملتا۔

واللہ اعلم بالصواب بحوالہ تاریخ فرشتہ

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

بمقام
جامع مسجد برمنگھم
١٨٠ ہائی وے
بیلگریو روڈ برمنگھم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

عالمی ساتویں ختم نبوۃ کانفرنس برمنگھم

مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۹۲ء بروز اتوار صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت • حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام • مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد وعزائم • مرزا طاہر کا مباہلہ سے فرار • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور ان کی دہشت گردی ۔ کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے، کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے ۔

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرۃ مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9-9 ایچ زیڈ یوکے
فون 071-737-8199